خوشگوار تعلقات کی بنیادیں

عام مسلمان علماء اسلام کو مخدوم سمجھیں، وہ کام جو دین کا کر رہے ہوں بدون ان کی استدعا کے اس میں اعانت کریں، مالی بھی اور غیر مالی بھی۔ جو بات پوچھیں ادب سے پوچھیں۔ دلائل دریافت نہ کریں۔ اگر کوئی شبہ رہے معاندانہ سوال نہ کریں مستفیدانہ پوچھیں، ان سے کوئی لغزش ہو جائے تو ان کی مذمت نہ کریں آخر وہ بھی بشر ہیں اور اس حال میں بھی تمہارے نفع وہدایت کے لئے کافی ہیں۔ تم ان کے اقوال پر عمل کرو۔ افعال کو مت دیکھو، تمہارا شبہ ایک سے حل نہ ہو تو دوسرے سے حل کر لو۔ مگر ایک کا قول دوسرے کے روبرو مت نقل کرو۔

اور علماء کرام کو چاہیئے کہ عام مسلمانوں کو اپنا برابر کا بھائی سمجھیں ان سے تعظیم و خدمت کے متوقع نہ ہوں اگر بلا توقع کچھ کر دیں تو سمجھیں کہ علم دین کی خدمت تو ہمارے ذمہ تھی ہی، انہوں نے احساس کیا کہ ہماری اعانت کی۔ اس میں قیل و قال نہ کریں۔ جیسے بعض کو عادت ہے کہ تنخواہ پر اعتراض ہے کہیں ترقی کا تقاضا، کہیں نذرانہ پر بحث، اگر کسی سے کچھ بے تمیزی ہو جائے تو یہ سوچ کر صبر کریں کہ جب ان کو ہمارے برابر کا علم نہیں تو ہمارے برابر تمیز کیسے ہو گی؟ اگر کسی کو قولاً یا فعلاً شرع کے خلاف دیکھیں تو جس پر قدرت و حکومت نہ ہو اس پر تشدد نہ کریں۔ نرمی سے بہت اصلاح ہوتی ہے۔ اگر عامی کوئی حق بات کہے تو قبول کرنے سے عار نہ کریں اگر کسی مسئلہ میں اپنی غلطی ظاہر ہو تو اعلان کر دیں۔

(حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ)

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مرویاتِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ———— (۳۰) ———— محمد سعید الرحمٰن علوی

عن ابی قنبل عن معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما اَنَّہٗ صَعِدَ المنبر یوم الجمعۃ فَقَالَ عِنْدَ خُطْبَتِہٖ اِنَّمَا المال مالُنَا والفیءُ فَیْئُنَا فَمَنْ شِئْنَا اَعْطَیْنَاہُ وَمَنْ شِئْنَا مَنَعْنَاہُ فَلَمْ یُجِبْہُ اَحَدٌ فَلَمَّا کَانَ فِی الْجُمُعَۃِ الثانیۃ قال مثل ذالک فَلَمْ یُجِبْہُ اَحَدٌ فَلَمَّا کَانَ فِی الجمعۃ الثالثۃ قال مثل مَقَالَتِہٖ فَقَامَ اِلَیْہِ رَجُلٌ مِمَّنْ حَضَرَ المسجد فقال کَلَّا اِنَّمَا الْمَالُ مالُنَا والفیءُ فیئُنا فَمَنْ حَالَ بیننا و بینہ حَاکَمْنَاہُ اِلَی اللہ باسیافنا فنزل معاویۃ فارسل الی الرجل فَاَدْخَلَہٗ فَقَالَ الْقَوْمُ ھَلَکَ الرَّجُلُ ثُمَّ دَخَلَ النَّاسُ فوجدوا الرجل معہ عَلَی السَّرِیْرِ فَقَالَ مُعَاوِیَۃُ لِلنَّاسِ اِنَّ ھٰذَا اَحْیَانِیْ اَحْیَاہُ اللہُ سَمِعْتُ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم یقول سَیَکُوْنُ بَعْدِیْ اُمَرَاءُ یقولون ولا یُرَدُّ علیھم یتقاحمون فی النَّارِ کما یتقاحم الْقِرَدَۃُ وَ اِنِّیْ تَکَلَّمْتُ اوّلَ جمعۃ فلم یرد علیَّ احدٌ فَخَشِیْتُ اَنْ اکون منھم ثُمَّ تکلمت فی الجمعۃ الثانیۃ فلم یرد علیَّ احدٌ فقلتُ فی نفسی انّی من القَوْمِ ثم فی الجمعۃ الثالثۃ فقام ھذا الرجل فردّ علیَّ فاحیانی احیاہ اللہ۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط وابو یعلی ورجالہ ثقات) مجمع الزوائد ص ۲۳۶ ج ۵

ترجمہ: حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خطبہ کے دوران (بطور آزمائش) ارشاد فرمایا کہ خزانہ ملکی ہماری ملکیت ہے اس ہیں سے جس کو ہم چاہیں گے دیں گے اور جس کو نہیں چاہیں گے نہیں دیں گے۔ ان کی اس بات پر کسی نے انہیں نہ ٹوکا دوسرے جمعہ یہی کچھ ہوا لیکن پھر بھی کسی نے جواب نہیں دیا۔ تیسرے جمعہ آپ نے یہ بات پھر ارشاد فرمائی، تو حاضرین میں سے ایک صاحب کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ جناب! یہ مال و خزانہ ہم مسلمانوں کا ہے ہمارے اور اس کے درمیان جو حائل ہو گا ہم اس کا فیصلہ اپنی تلواروں سے کریں گے یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر سے نیچے اترے اس شخص کو بلایا اسے لے کر اندر تشریف لے گئے۔ لوگوں نے اس کے متعلق خطرہ محسوس کیا۔ اور سمجھا کہ یہ شخص مارا گیا۔ اسی سوچ بچار میں لوگ اندر جو گئے تو دیکھا کہ وہ شخص بڑے مزے میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ انہی کی مسند پر بیٹھا ہے۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ اس شخص نے مجھے زندگی و تازگی بخشی اللہ تعالیٰ اسے تر و تازہ اور سلامت رکھے آپ نے اس کے بعد فرمایا کہ میں نے جناب سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم سے سنا کہ میرے بعد ایسے حکمران آئیں گے جو اپنی من مرضی کی باتیں کریں گے اور کوئی انہیں ٹوکنے والا نہیں ہو گا۔ یہ لوگ آگ میں اس طرح اچھل کود کریں گے

(باقی ۔۔ پر)

جلد ۲۶ ٭ شمارہ ۴۲
۱۱ رجمادی الثانیہ ۱۴۰۱ھ ٭ ۱۷ اپریل ۱۹۸۱ء

اس شمارہ میں

رئیس الادارہ
پیر طریقت حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ
مدیر منتظم
مولوی محمد اجمل قادری
مدیر
محمد سعید الرحمٰن علوی

بدل اشتراک	سالانہ -/۶۰، ششماہی -/۳۰
	سہ ماہی -/۱۵، فی پرچہ ۱/۵۰

گذارشات

وطنِ عزیز کی بہتری کے لئے چند گذارشات پیش کی جا رہی ہیں
کیا عجب کسی پر اثر ہو جائے۔

⊙ ملک میں لاء اینڈ آرڈر کے مسئلہ نے جو نازک صورت اختیار کر لی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ ابھی کل کی بات ہے لاہور ہی نہیں پورے ملک کی سب سے اہم مارکیٹ اعظم کلاتھ مارکیٹ میں یو، بی، ایل کی نقدی لوٹنے کی غرض سے بنک کے غریب چپڑاسی کو گولیوں کا نشانہ بنا دیا گیا اور شاہ عالمی جیسی اہم ترین جگہ کے بھرے چوک میں بینک کو لوٹتے ہوئے ایک شخص کا بیگ چھیننے کے لئے اس کو چھرا گھونپ دیا گیا۔ جو جلد ہی دم توڑ گیا ——— یہ تو لاہور کی بات ہے جو پاکستان کا دل صوبہ پنجاب کا ہیڈ کوارٹر ہے جہاں اعلیٰ انتظامی عہدے دار موجود ہیں ——— بدمعاش، لٹیرے، ڈاکو، چور اور قزاق دندناتے پھر رہے ہیں

۔۔۔ کوئی اگر گرفت میں آ جاتا ہے تو پولیس کی ابتدائی کارروائی سے چل کر عدالت تک جو مراحل آتے ہیں ان میں کیس بے دم ہو کر رہ جاتا ہے اور یار لوگ پھر اسی طرح مصروف عمل ہو جاتے ہیں۔ انگریزی محاورہ کے مطابق عدالتی معاملات میں تاخیر انصاف کو قربان کر کے رکھ دیتی ہے۔ حکومت اس مسئلہ پر توجہ دے۔ ورنہ جہاں عزت، آبرو، جان و مال محفوظ نہ ہو وہ معاشرہ جلد ہی خدا کے قہر کا شکار ہو جاتا ہے۔

⊙ سیاست کا مسئلہ عجیب و غریب ہے۔ جماعتیں کالعدم ہیں، سیاسی سرگرمیوں پر پابندی ہے لیکن کیا ہے جو نہیں ہو رہا۔ اب تو دو کالعدم پارٹیاں ایک ایسے اتحاد کی لڑی میں اپنے آپ کو پرو چکی ہیں جس کا خود صدر مملکت نے خیر مقدم کیا ہے۔ اس اتحاد میں مزید طبقات اور پارٹیوں کی شمولیت کا امکان موجود ہے ——— اس مرحلہ پر اگلی بات کہنے سے قبل حضرت امیر العلماء لاہوری قدس سرہٗ کی سیاسی

جد و جہد کے وارث حضرات سے بصد احترام یہ گذارش کی جا رہی ہے کہ وہ دائیں بائیں کے کسی اتحاد میں اپنے آپ کو نتھی کرنے کے بجائے "صراط مستقیم" پر اپنا ...... سفر کریں سنجیدہ اور مخلص ...... دل کی آواز یہی ہوگی"۔

دو دن قبل ہم نے اپنے عزیز اوقات کے کئی گھنٹے ضائع کرکے لاہور کی معروف مسجد، مسجد شہداء کا جلسہ سنا جس میں نام کی حد تک مولانا عبیداللہ انور کا بھی اسم گرامی تھا لیکن ان سے رابطہ ....؟

یہ جلسہ افغانستان کے سلسلہ میں تھا افغان رہنما موجود تھے۔ لیکن جس طرح ہمارے "قائدین" نے ایک دوسرے کے لتے لئے اور بعض نے حکومت کو تختۂ مشق بنایا تو بعض نے فن خوشامد میں اپنے اتارو ہونے کا مظاہرہ کیا! حالت یہ ہے کہ سیرت کانفرنس، مشائخ کانفرنس، افغانستان کا دن، فلاں کی تعزیت، فلاں کی برسی اور تقریریں موضوع سے بالکل غیر متعلق؟

○ سنسرشپ پر غور کریں کہ کے سبب اخبارات جرائم کے مناد بن کر رہ گئے ہیں سنسر کو ختم کرکے واضح ضابطہ اخلاق بنائیں اس پر جو پورا نہ اترے اس سے بالکل رعایت نہ برتیں۔

○ ہم نے پہلے بھی کہا اور اب پھر کہتے ہیں کہ تعلیمی نظام کی فکر کریں۔ نصاب کے سلسلہ میں اسلام اور نظریۂ پاکستان (؟) کا شور بہت ہے لیکن اس کا دور دور پتہ نہیں۔ مخلوط تعلیم کون سا اسلام ہے؟ اور کالج و یونیورسٹی کے ماحول میں اساتذہ اور درسگاہوں کی تذلیل کیوں ہے؟ حیرت ہے کہ ملک سیاسی سرگرمیوں اور انتخابات کا متحمل نہیں لیکن یونیورسٹی، کالج اور ان کا احاطہ اس کا متحمل ہے؟

○ حکومتیں جب کاروبار کرنا شروع کر دیں تو وہی ہوتا ہے جو اب ہو رہا ہے خدا کے لئے اس پر توجہ کریں ہماری رائے ہے کہ کاروبار لوگوں کو کرنے دیں آپ نگرانی کریں گڑبڑ نظر آئے سزا دیں لیکن ریلوے، ائرلائن، فون، بجلی کے بعد سیمنٹ، گھی، کپاس وغیرہ پر قبضہ اور پھر ان کے لئے درجنوں کارپوریشنیں ایک عذاب ہیں جس نے معاشی تباہی کا دروازہ کھول دیا ہے — غیر ملکی قرضوں اور امداد (؟) پر ہم کب تک جئیں گے اس کا قصہ طے کریں اور بے پناہ بنجر زمین آباد کرنے کی فکر کریں۔ اسے وہ لوگ آباد کریں گے جنہیں درد ہے، اسلام کی رو سے زمین آباد کرنے والا ہی زمین کا مستحق ہے لمبی چوڑی جاگیرداری کا قصہ تمام کریں۔ اس زمین کو مزارعین میں بانٹیں نئے جاگیردار طبقے پیدا نہ کریں، خاص طور پر وہ طبقات جن پر ملکی اعتبار سے نازک ذمہ داریاں ہیں انہیں کاروبار اور زمینداری میں ملوث نہ کریں انہیں بچائیں۔

ہیوی انڈسٹری اپنی جگہ، لیکن گھریلو صنعت کا ملک میں جال بچھائیں اس سے لاکھوں بے روزگاروں کو روزگار فراہم ہوگا ملک کی حالت سنورے گی، ضروریات مہیا ہوں گی، اور اس کے ساتھ ساتھ اندھا دھند کاروں کی درآمد، بے ہنگم کوٹھیوں کی تعمیر اور سامان تعیش کی افراط پر سختی سے کنٹرول کریں۔

ہم نے اختصار کے ساتھ دردِ دل عرض کر دیا۔ ماننا نہ ماننا اہلِ وطن اور حکمرانوں کا کام ہے یہ واضح ہے صحیح رخ پر نہ سوچا گیا تو ہلاکت سے بچنا محال ہوگا۔

علی

۷/۴

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب: خالد سلیم

اطمینانِ قلب اللہ کے ذکر سے حاصل ہوتا ہے

پیرِ طریقت حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم

اما بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔

ترجمہ: خبردار! اللہ کی یاد ہی سے چین پاتے ہیں دل"۔ (پ ۱۱-ع ۱۰)

یعنی حکومت، دولت، منصب جاگیر یا کوئی دوسری چیز انسان کو حقیقی سکون و اطمینان سے ہم آغوش نہیں کر سکتی۔ صرف یادِ الٰہی سے جو تعلق مع اللہ حاصل ہوتا ہے وہ ہی ہے جو دلوں کے اضطراب و وحشت کو دور کر سکتا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی۔ کیونکہ ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

آج سب سے بڑا مسئلہ مسلمانوں کے لئے اپنے وجود و بقا کا ہے ۹۰ کروڑ کی تعداد میں مسلمان ہیں لیکن ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔ مسلمان آپس میں جنگ و فساد کر رہے ہیں، ان کی کوئی طاقت نہیں ہے۔ وجہ صرف یہی ہے کہ ہم نے قرآن و سنت کو چھوڑ دیا ہے۔

ہم پر اللہ تعالےٰ اسی صورت میں مہربان ہو سکتا ہے کہ جب ہم قرآن کے حکم کے مطابق اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لیں۔ اپنے تمام جھگڑے اور مسائل قرآن و حدیث کی روشنی میں حل کریں۔

صحابہ کرامؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کو اپنایا، صبر و استقامت کا ثبوت دیا۔ آپؐ کے حکم کے مطابق سلامتی کو قولاً، فعلاً، عملاً دنیا میں پھیلایا۔ صحابہ کرامؓ مٹھی بھر تھے ساری دنیا پر قابض ہو گئے۔ آج ضرورت ہے کہ ہم بھی متحد ہو جائیں اور اللہ کے ذکر اور سلامتی کو قولاً، فعلاً، عملاً پھیلائیں۔

سب سے بڑا ذکر قرآن پاک ہے۔ جسے پڑھ کر دل میں یقین کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ شبہات و وساوسِ شیطانیہ دُور ہو کر سکون و اطمینان میسّر ہوتا ہے۔ اللہ کی یاد سے دل ہر طرف سے ٹوٹ کر ایک خدا کی طرف جم جاتا ہے۔ اور ذکر اللہ کا نور قلب سے ہر طرح کی دنیوی وحشت اور گھبراہٹ کو دُور کر دیتا ہے۔

حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے کہ دین کے معاملہ میں اپنے سے اعلیٰ کو اور دنیا کے معاملہ میں اپنے سے ادنیٰ کو دیکھیں یعنی اگر آپ نماز پڑھتے ہیں تو ایسے لوگوں کی طرف دیکھیں جو نماز کے علاوہ تہجد کی نماز پڑھتے ہیں، زکوٰۃ کے علاوہ صدقات و خیرات بھی کرتے ہیں، حافظ قرآن پاک ہیں۔ اکثر تلاوتِ قرآن پاک کرتے ہیں، نفلی روزے رکھتے ہیں۔ اس طرح آپ میں اللہ کی یاد کا مزید شوق پیدا ہوگا۔ نیکیوں میں دوسروں سے بڑھنے کی لگن پیدا ہوگی۔

دنیا کے معاملہ میں آپ اپنے سے ادنیٰ کو دیکھیں کہ مجھے دو وقت کی روٹی نصیب ہوتی ہے فلاں کو ایک وقت کا کھانا بھی

نہیں ملتا۔ میرے پاس رہنے کے لئے دو مکان ہیں، فلاں کو ایک مکان بھی نصیب نہیں، میرے پاس اللہ کے فضل سے سواری ہے فلاں کے پاس سواری تک نہیں۔ اس طرح آپ اللہ تعالیٰ کے احسانات و عنایات کا شکر ادا کریں۔ شکر کرنے کی بدولت اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کی مزید بارش ہو گی۔ اس طرح ہماری حالت سدھر جائے گی اور سکون و چین نصیب ہوگا۔

حضرت خواجہ حسن بصریؒ کا ایک اور قول ہے کہ جس کو اللہ سے محبت ہوتی ہے وہ مخلوقِ خدا سے بھی محبت کرتا ہے۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ اے میرے بندے! میں پیاسا تھا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا، میں بھوکا تھا تو نے کھانا نہ کھلایا، میں ننگا تھا تو نے مجھے کپڑا نہ پہنایا۔

انسان حیران ہو کر کہے گا کہ یا اللہ! آپ پیاسے، بھوکے اور ننگے کیسے تھے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میرا فلاں بندہ تمہارے پاس آیا وہ پیاسا تھا تو نے پانی نہ پلایا۔ فلاں بندہ بھوکا تھا تو نے کھانا نہ کھلایا، فلاں بندہ ننگا تھا تو نے کپڑا نہ پہنایا۔

اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، اس کو کسی کی پرواہ نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس سے بہت راضی و خوش ہوتا ہے جو اُس کی مخلوق کا خیال رکھے اور اس کو خوش رکھے، اللہ کے بندوں کے کام آئے اگر کوئی کسی مصیبت و پریشانی میں ہو تو اس کی مدد کرے۔

مومن کی نشانیوں میں سے ہے کہ نماز قائم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کماتے ہیں اور اللہ کے حکم کے مطابق ہی خرچ کرتے ہیں اور دولت سے محبت نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پر چلنے اور فرائض و واجبات صحیح معنوں میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

واٰخر دعوانا ان الحمد لله ربّ العالمین!

بقیہ: خطبہ جمعہ

جو لوگ تکبّر کا مظاہرہ کرتے ہیں وہ خوار ہوتے ہیں۔ شیطان اس جرم کا شکار ہوا ذلیل ہوگیا۔ رہ گیا جنّت کا معاملہ تو اس کی نعمتوں کا کون تصوّر کر سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا قرب، ان کا دیدار اور ان کی طرف سے "سلام" کے "نامے" جیسا کہ قرآن نے کہا سب سے بڑی سعادت ہے۔ پھر انبیاء و صدیقین اور شہداء کا قرب نصیب ہو گا۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جنّت میں میرے قرب کا راز سجدوں کی کثرت میں مضمر ہے وہاں فرشتے آئیں گے تو سلامتی کا پیغام لے کر، اللہ کے بندے آپس میں ملیں گے تو سلام سلام کے نغمے زبانوں پر ہوں گے۔

الغرض وہ دارالسلام ہے اور اس میں ہر اعتبار سے سلامتی ہو گی ـــــ اس سلامتی کا حصول ان فضائل کی بنیاد پر ہے جن کا ذکر قرآن عزیز نے کیا۔

اللہ رب العزت ہمیں اپنے بندوں کی صف میں شامل فرمائے۔

واٰخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین!

بقیہ: مولانا عبدالحمید قاسمی

تھاکس پر رکھ دیا۔ تالیوں اور نعروں کی گونج میں عوام نے اس کی تائید کی اور پھر سرکاری طور پر منظوری حاصل کی گئی آج یہاں ایک بڑا اور خوبصورت شہر آباد ہے۔ (باقی آئندہ)

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب: علوی

رحمٰن کے بندے

○ جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عُبید اللہ انور مدظلہم ○

اما بعد: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:-

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ ... حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ـــــ

صدق اللہ العلی العظیم۔ (الفرقان ۶۳ تا ۷۶)

محترم حضرات! یہ سورۃ الفرقان کی آیات ہیں۔ اس سورۃ کے موضوع سے متعلق حضرت لاہوری قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں:-

"سورۃ نور (الفرقان سے قبل کی متصل سورۃ) دعوت الی النور تھی۔ اتباع نور الٰہی میں جو موانع ہیں ان کا رفع سورۃ فرقان میں ہے۔ مخالفین نور کو توحید، قرآن حکیم اور رسالت میں شک ہے، ان مسائل کے متعلق حجابات اٹھا دئے جائیں گے۔"

(ص۔ حواشی حضرت لاہوریؒ)

چنانچہ متعلقہ مسائل پر تفصیل گفتگو کے بعد الفرقان کے اس رکوع میں ان "عباد الرحمٰن" (اللہ کے بندوں) کا ذکر کیا گیا ہے جن کے حجاب بقول حضرت لاہوری رفع ہو گئے ہیں ـــــ طویل آیات کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:-

- اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں۔
- اور جب ان سے بے سمجھ لوگ بات کریں تو کہتے ہیں سلام ہے (یعنی جاہلوں، بے سمجھ لوگوں سے الجھتے نہیں)
- اور وہ لوگ جو اپنے رب کے سامنے سجدے میں اور کھڑے ہو کر رات گذارتے ہیں۔
- اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہم سے دوزخ کا عذاب دُور کر دے۔ بے شک اس کا عذاب پوری تباہی ہے۔ بے شک وہ بُرا ٹھکانہ اور بُری قیام گاہ ہے
- اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی نہیں کرتے اور نہ تنگی کرتے ہیں۔ اور ان کا خرچ ان دونوں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے (اسلام کی تعلیمات کا اعجاز میانہ روی ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت ۲۹ میں فرمایا گیا "اور اپنا ہاتھ اپنی گردن کے ساتھ بندھا ہوُا نہ رکھ (بخل اختیار مت کر) اور نہ اسے کھول دے بالکل ہی کھول دینا، پھر تو پشیمان، تہی دست ہو کر بیٹھ رہے گا۔" اس آیت پر حضرت لاہوریؒ فرماتے ہیں "ہمیشہ میانہ روی اختیار کرو۔")
- اور وہ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور اس شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام کر دیا ہے (جن لوگوں کا قتل شرعًا جائز بلکہ ضروری ہے ان میں ایک تو مرتد ہے۔ حضور نبی کریم علیہ السلام کا ارشاد ہے مَنِ ارْتَدَّ فَاقْتُلُوْهُ دوسرا وہ شخص ہے جو کسی کو قتل کر دے اور مقتول کے ورثا دیت اور معافی پر آمادہ نہ ہوں۔ تیسرا وہ شخص جو شادی شدہ ہو کر زنا کرے اسے سنگسار کر دیا جائے اسی کو رجم کہتے ہیں جس پر خود سرکارِ دو عالم علیہ السلام کی زندگی میں عمل ہوُا اور پوری امت کا اس پر اجماع ہے، کسی شخص کا جسے بجنت و اتفاق

نے "بڑا" بنا دیا ہو اس کا فیصلہ کوئی معنی نہیں رکھتا) اور زنا نہیں کرتے اور جس شخص نے یہ کیا وہ گناہ میں جا پڑا۔ قیامت کے دن اُسے دگنا عذاب ہوگا۔ اور اس میں ذلیل ہوکر پڑا رہیگا مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کئے تو وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔

• اور جو بے ہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور جب بے ہودہ باتوں کے پاس سے گذریں تو شریفانہ طور سے گذرتے ہیں (یعنی لہوولعب کی مجلس ہو، ڈھول باجا ہو، گانا بجانا ہو اس میں شریک نہیں ہونا چاہیئے بلکہ نفرت کا اظہار کرکے وہاں سے گذر جانا چاہیئے۔ اول تو اس قسم کی چیزوں کا بزور روکنا ضروری ہے۔ ورنہ زبان سے روکے ورنہ دل میں نفرت کا احساس تو پیدا کرے کیونکہ اس قسم کی مجالس اور اس قسم کی آوازیں خرافاتی اور شیطانی ہیں ان میں کسی قسم کا عمل دخل نہیں ہونا چاہیئے۔

• اور وہ لوگ جب انہیں ان کے رب کی آیتوں سے سمجھایا جاتا ہے تو وہ ان پر بہرے اندھے ہوکر نہیں گرتے (یعنی کمال درجہ متانت، سنجیدگی کے ساتھ آیاتِ الٰہی کو سنتے سمجھتے ہیں ایسے نہیں بنتے جن کے متعلق اللہ رب العزت نے فرمایا ہے کہ آنکھیں ہیں لیکن دیکھتے نہیں، کان ہیں لیکن سنتے نہیں دل ہیں لیکن سمجھتے نہیں)

• اور وہ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔ اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے۔ (جو لوگ اولاد کی نعمت سے محروم ہوں انہیں یہ آیت ۷۴، التحیات کے آخر میں اور سلام سے پہلے پڑھنی چاہیئے اور سلام کے بعد تین مرتبہ انہی الفاظ میں اللہ رب العزت کے حضور دعا کرنی چاہیئے) آیات ۷۴، تک یہ ترجمہ ہے جس میں "عباد الرحمٰن" کے خصائص ان کی خوبیوں اور ان کے کمالات و فضائل کا ذکر ہے۔

ان کا صِلہ

اس کے بعد دو آیتوں میں صلہ اور اجر بتایا گیا ہے ارشاد ہے:

"یہی لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کے بدلہ میں جنت کے بالا خانے دئے جائیں گے اور ان کا وہاں دعا اور سلام سے استقبال کیا جائے گا اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ ٹھہرنے اور رہنے کی خوب جگہ ہے۔" (ترجمہ حضرت لاہوریؒ)

حضرت لاہوری ان آخری آیات کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

"ان بندگانِ خدا کو مذکور الصدر اعمالِ صالحہ کی یہ جزائے خیر ملے گی اور ان نعمتوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ (ص ۵۸۴)

آپ نے اندازہ فرمایا کہ وہ لوگ جو اپنی محدود زندگی کو اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی اور اس کی رضا جوئی میں خرچ کر دیں ان کو کتنا بڑا صلہ ملے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی شخص حق عبادت ادا نہیں کرسکتا خود حضور علیہ السلام کا اعتراف موجود ہے کہ

"اے اللہ! مَیں تیری بندگی کا حق ادا نہیں کر سکا۔ اور اے اللہ! جیسے تیری معرفت ہونی چاہیئے ایسی مجھ سے نہیں ہو سکی۔"

تو دوسرا کون ہے جو دعوےٰ کرے کہ اس نے حق ادا کر دیا۔ بس یہ ہے کہ آدمی حد امکان تک غفلت نہ کرے اور باقی یہ احساس اس کے دل میں جاگزیں رہے کہ مجھ سے کچھ نہیں ہو رہا۔ اللہ تعالیٰ اس احساس پر بہت راضی ہوتے ہیں اور بڑے خوش ہوتے ہیں۔ یہ عاجزی، تواضع، مسکنت اور اپنی کمزوریوں کا احساس بڑی خوبی کی بات ہے اس پر اللہ تعالیٰ برتری نصیب فرماتے ہیں۔ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ۔ اور

(باقی ۶ پر)

ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب مانچسٹر

ایک اہم علمی استفتاء اور اُس کا جواب

یہ استفتاء رنگون (برما) کے ایک عالمِ دین مولانا حافظ ابراہیم محمد ڈنگا نے جو ان دنوں ندوۃ العلماء لکھنؤ میں مزید تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اسلامک اکیڈیمی مانچسٹر حضرت علامہ خالد محمود صاحب کی خدمت میں بھیجا ہے۔ حضرت علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ العالی نے اس کا جواب لکھا ہے۔ اسے نفع عام کے لیے خدام الدین لاہور میں شائع کر رہے ہیں ——— دفتر خدام الدین میں بھیجنے کی سعادت مجھے مل رہی ہے۔

محمد اقبال رنگونی ——— اسلامک اکیڈیمی مانچسٹر (انگلینڈ)

(۱) اُمتی کی صحیح تعریف کیا ہے؟

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امتی کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ یہ امتی ماننا جزو ایمان ہے یا نہ۔؟

(۳) حضرت عیسےٰ علیہ السلام بعد نزول نبی رہیں گے یا نہ؟ اگر کوئی ان کو نبی نہ مانے تو کیا وہ اسلام سے خارج ہوگا؟

(۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی آئے گی یا نہیں؟ اگر آئے گی تو وحی نبوت ہوگی یا وحی الہامی۔؟

(۵) حضرت عیسےٰ علیہ السلام بعد نزول مثل دیگر انبیاء کے معصوم رہیں گے یا نہیں؟

(۶) حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو حسب سابق نبی کی حیثیت سے مانتے ہیں اور ان پر وحی کے آنے کے قائل ہونے میں ختم نبوت کے مسئلہ پر اثر پڑنے کا اشکال صحیح ہے یا غلط؟

(۷) جو یہ کہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام شریعت محمدیہ ہی کا اتباع کریں گے مگر امتی نہ ہوں گے تو وہ اسلام سے خارج ہوگا یا نہیں۔؟

(۸) حضرت ابوبکر صدیق افضل الامۃ ہیں یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

(۹) امام مہدی اور حضرت عیسےٰ ایک ہی شخصیت کے دو نام ہوں گے یا یہ دو علیحدہ علیحدہ اشخاص ہیں۔

(۱۰) حضرت مسیح کا قبلہ تو بیت المقدس تھا۔ آپ نازل ہونے کے بعد کیا حج کریں گے اور مکہ آئیں گے۔

(۱۱) کیا یہ حدیث صحیح ہے۔ لو کان موسےٰ وعیسےٰ حیین لما وسعھما اِلّا اتباعی۔ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو کیا اس میں صاف مذکور نہیں کہ حضرت عیسے اب زندہ نہیں ہیں۔؟

(۱۲) حضرت عیسےٰ کے نازل ہونے پر یہود و نصاریٰ کی ملتیں ختم ہو جائیں گی تو کیا حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کے فقہی امتیازات باقی رہیں گے یا سب کا فقہی مسلک ایک ہو جائے گا۔ بینوا توجروا

ابراہیم محمد ڈنگا غفرلہٗ

الجوابْ

حامدًا ومصلیًا ومبسملًا امابعد

آپ کے سوالوں کے جوابات عرض خدمت ہیں:

(۱) امت سے مُراد مقتدی ہیں جو لوگ کسی ایک مقتدار کی اقتدار پر جمع ہوں وہ اُس کی امت ہوں گے جس طرح نخبہ کے معنی منتخب کے اور رحلہ کے معنے مرحول الیہ کے ہیں اسی طرح لفظ امت فُعلۃ کے وزن پر مفعول کے معنی میں ہے جس کی امامت کی گئی وہ امت ہے۔

اقتداء کرنے والے جب کسی مقتداء پر اتفاق کرلیں تو جماعت بنتی ہے اس پہلو سے امت جماعت اور الجمیل من الناس کو کہا جاتا ہے حق پر جمع ہونے والے افراد بھی اُمت شمار ہوتے ہیں کما نصّ علیہ صاحب القاموس لیکن یہ معنی مجازی ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو جن لوگوں کے لیے آپ کی بعثت ہوئی وہ سب آپ کی اُمت ہوئی آپ جن لوگوں کے لیے پیشوا قرار پائے وہ سب آپ کی امت دعوت شمار ہوں گے۔ وہ مکلف ہیں کہ آپ کی بات مانیں جنھوں نے مان لیا وہ امت اجابت بن گئے۔ امت اجابت سے مُراد وہ لوگ ہیں جو آپ کی دعوت اور آپ کی تعلیمات پر جمع ہو گئے۔

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام مستقل صاحب شریعت اور صاحب امت نبی تھے قیامت سے پہلے دنیا میں ایک دفعہ پھر تشریف لائیں گے۔ آپ کے بعد حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ کی اُمت ختم ہوگئی۔ نئے نبی پر نئی امت بنتی ہے۔ جب نیا نبی آئے تو امت بدل جاتی ہے اور اب اس دور کے لیے صاحب امت نبی حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مگر چونکہ پہلے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ابھی وفات نہ آئی تھی اور قیامت سے پہلے آپ کی دوبارہ تشریف آوری بھی مقدر تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو ایک درجے میں باقی رکھا وہ درجہ اہل کتاب کا تھا آپ چونکہ شریعت توراۃ کے بھی کسی حد تک پیرو تھے اس لیے اہل توراۃ کو بھی اہل کتاب کے درجہ میں رکھا گیا۔ یہود و نصاریٰ دونوں امتیں حضرت عیسیٰ کی دوبارہ تشریف آوری پر آپ پر ایمان لے آئیں گی۔ اور مسلمان ہو جائیں گی۔ اسی طرح آپ کی اُمت ختم ہو جائے گی۔ سب اہل کتاب آپ پر صحیح تفصیل سے ایمان لاکر اُمت محمدی میں شامل ہو جائیں گے۔ کیونکہ یہ دور دورِ محمدی ہے۔ قرآن کریم میں ہے: وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيدا۔ (پ ۶ النساء)

ترجمہ: اور اہل کتاب میں سے کوئی باقی نہ رہے گا مگر یہ کہ وہ حضرت عیسیٰ پر ان کی وفات سے پہلے ضرور ایمان لے آئے گا اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک صاحب اُمت نبی جب صاحب امت نہ رہے اور زندہ بھی ہو تو وہ کس درجہ میں شمار ہوگا۔ کیا وہ نبی ہوگا یا اپنے وقت کے نبی کے تابع ہوگا؟ جواب یہ ہے کہ وہ اپنی پوری اُمت کے ساتھ اُمت محمدیؐ میں شامل ہو جائے گا۔ اور اپنے اس نئے دور زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار کرے گا اور آپ کی اُمت ہو کر رہے گا۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام اپنی تشریف آوری کے فوراً بعد مسلمانوں کی امامت فرماتے تو اس میں دور محمدیؐ کے ختم ہونے کا ابہام تھا اور آپ دوسری تشریف آوری پر پہلی نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی اقتدار میں پڑھیں گے آپ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی کی اقتداء کرنا گویا اعلان ہوگا کہ یہ دور دورِ محمدی ہے اور پچھلے ایک نبی کے آنے پر بھی وہ دورِ محمدی ہی آگے چلے گا۔ اس اقتداء کے بعد آپ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہو جائیں گے آپ کے یہ الفاظ: اِنّ بعضكم على بعض امراء تكرمة الله هذه الامة (مسلم شریف جلد ۱ ص۸۷) کہ یہ اسی امت کا اعزاز ہے کہ انہی میں سے بعض دوسرے بعض کی امامت کریں گے۔ اس اقتداء سے پہلے کے ہوں گے۔ بعد میں آپ بھی اس امت میں شامل ہو جائیں گے۔ فرق صرف یہ رہے گا کہ باقی افراد امت نے کوئی ایسا دور نہ دیکھا جس میں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوں اور آپ نے ایک ایسا عرصہ حیات گذارا جس میں آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہ تھے جن علماء نے اس فرق کو اس پیرایہ میں نہ لیا انہوں نے یہ تعبیر اختیار کرلی کہ آپ معین الامۃ ہوں گے۔ امتی نہ ہوں گے اور دیکھا جائے تو یہ حقیقت کے اعتبار سے آپ کے امتی ہونے کی نفی نہیں۔ صرف تعبیر کا فرق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے لیے امتی ہونے اور نہ ہونے کی دونوں تعبیریں علماء میں جاری رہی ہیں۔

محدث شہیر حضرت ملا علی قاریؒ شرح شفا میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بارے میں لکھتے ہیں: يحكم بشريعته ويصلى الى قبلته ويكون من جملة امته (شرح شفا جلد ۴ ص۵۰۹)

ترجمہ: آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق حکم کریں گے آپ کے قبلے کی طرف ہی نماز پڑھیں گے اور آپ کی امت میں سے ہی ہوں گے۔ یہی حضرت ملا علی قاریؒ

پہلے شرح مشکوٰۃ میں یہ بھی کہہ آئے تھے۔

وقیل فیہ دلیل علی ان عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام لا یکون من امۃ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام بل مقرر الملۃ ومعینا للامتہ علیہما السلام (مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۵ ص ۲۳۲)

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی اُمت میں سے نہ ہوں گے بلکہ آپ اس ملت کے تائید کرنے والے اور آپ کے امت کی نصرت کرنے والے ہوں گے۔ دونوں پر سلام ہو۔

آپ نے یہ بات قیل فیہ کے صیغہ تمریضی سے کہی ہے۔ تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ نزاع محض لفظی ہے جو بات قطعی ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تابع شریعت محمدی ہونا ہے اگر کوئی اس کا منکر ہے تو وہ کافر ہے۔ رہی یہ تعبیر کہ آپ تابع شریعت محمدیؐ رہ کر اُمت میں شمار ہوں گے یا فقط معین الامۃ سمجھے جائیں گے ان میں سے کسی ایک کے اقرار یا انکار سے کوئی شخص اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔

حق یہ ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کے لیے دو جزو لازم ہیں۔ (۱) آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا ہو۔ (۲) پچھلے نبیوں سے کوئی آجائے تو وہ تابع شریعت محمدی ہو کر رہے دونوں جزو میں سے کسی ایک کا انکار بھی کفر ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے نبی ہیں وہ اگر کبھی اس امت میں ظہور فرماتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع شریعت ہو کر عمل کرتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا خضر علیہ السلام کی تشریف آوری ختم نبوت کے خلاف نہیں یہ اس صورت میں ہوتا کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کرتے اور آپ کی اُمت میں سے ہو کر نہ رہتے۔

فلا ینافی قولہ تعالیٰ خاتم النبیین اذا المعنی انہ لا یاتی نبی بعدہ ینسخ ملتہ ولم یکن من امتہ — (موضوعات کبیر ص ۵۸)

ترجمہ: آپ سے پہلے کسی نبی کا یہاں تابع شریعت ہو کر رہنا آپکے خاتم النبیین کے ہرگز خلاف نہیں معنی یہ ہے کہ اس نبی کی آمد اس طرح نہیں کہ وہ آپ کی ملت کو منسوخ کرے اور آپ کی اُمت ہو کر نہ رہے۔

اذا المعنی سے مراد حضرت عیسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کی تشریف آوری کی تشریح ہے آیت اپنے اسی معنی پر ہے جو اُمت نے سمجھے یہ بات آیت کی تشریح نہیں صرف رفع تناقض کا بیان ہے کہ پچھلے کسی نبی کا اس امت میں آنا آیت خاتم النبیین کے ہرگز خلاف نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہوں گے یا نہیں،

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی آمد ثانی پر نبی ہوں گے لیکن ان کی نبوت نافذ نہ ہوگی۔ نہ وہ خود اپنی سابقہ شریعت پر عمل کریں گے بلکہ حضور علیہ السلام کے تابع ہو کر رہیں گے۔ علامہ شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں

وقد صرح فی سنیۃ المفتی بان رسالۃ الرسول لا تبطل بموتہ — (رد المختار جلد ۳ ص ۳۲۷)

جب موت پر بھی رسالت منقطع نہیں ہوتی تو اگر موت بھی نہ آئی ہو تو رسالت کے ختم ہونے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کریم ہے کوئی مرتبہ عطا کرکے چھین لینا اس کی شان کریمی کے خلاف ہے سو حق یہ ہے کہ ان کی آمد ثانی پر نبوت ان سے مسلوب نہ ہوگی۔ صرف اس کا حکم نافذ نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ دور دور محمدیؐ ہے اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی روحانی بادشاہی ہے ایک بادشاہ کسی دوسرے ملک میں جائے تو وہ بادشاہ ہی رہتا ہے لیکن اس کی بادشاہی وہاں نافذ نہیں ہوتی۔ اس کا حکم نہیں چلتا وہاں اسی کی بادشاہی ہی چلے گی جس کا وہ ملک ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے نبی کے الفاظ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے اس دور ثانی میں نبی اور وحی کے الفاظ حدیث شریف میں صریح طور پر ملتے ہیں۔ حضرت فورس بنی سمعان رضؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

ثم یاتی عیسیٰ قوم قد عصمھم اللہ منہ فیمسح عن وجوھھم ویحدثھم بدرجاتھم فی الجنۃ فبینما ھو کذلک اذا اوحی اللہ الی عیسیٰ علیہ السلام ...... ثم یھبط نبی اللہ عیسیٰ علیہ السلام واصحابہ الی الارض فلا یجدون فی الارض (مسلم شریف جلد ۲ ص ۴۰۱)

اس حدیث میں صریح طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے وحی خداوندی اور نبی اللہ کے الفاظ ملتے ہیں۔

(۴) معلوم رہے کہ یہ قانونی وحی نہیں کہ آپ اس کی تصدیق کی کسی کو دعوت دیں۔ اور اس پر ایمان لانا ضروری قرار دیں بلکہ یہ وحی عملی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حجت ہوگی اور آپ اس کے مطابق عمل کریں گے اسی قسم کی وحی کے لیے جبرائیلؑ کی آمد کا کتب حدیث میں کہیں ذکر نہیں ملتا۔ سو یہ وحی الہامی ہے وحی رسالت نہیں، نزول جبرائیلؑ بہ پیرایہ وحی قیامت تک کے لئے مسدود ہے آپ شریعت کے طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے اور غالباً اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تورات و انجیل کے ساتھ قرآنؐ حدیث کی تعلیم بھی دے دی تھی۔ قرآنِ کریم میں ہے۔

ویعلمہ الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل (۳-آل عمران)

اور اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم کو سکھائے گا، قرآن وحدیث اور تورات و انجیل۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دَورِ محمدی پانا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ آپ کو قرآن و حدیث کی تعلیم نہ دیتے۔ کتاب و حکمت قرآن کے محاورے میں کتاب وسنت کا مترادف ہے قدوۃ المتکلمین الشیخ ابومنصور البغدادیؒ (۴۲۹ھ) لکھتے ہیں:۔ کل من اقر بنبوۃ نبینا محمدؐ اقر بانہ خاتم الانبیاء والرسل واقر بتابید شریعتہ ومنع من نسخھا وقال ان عیسیٰ علیہ السلام اذا انزل من السماء ینزل بنصرتہ شریعۃ الاسلام (اصول الدین ص۱۶۳)

ہر وہ شخص جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کرلیا اس نے مان لیا کہ حضور خاتم الانبیاء والرسل ہیں اس نے مان لیا کہ آپ کی شریعت ہمیشہ تک رہے گی کبھی منسوخ نہ ہوگی سو اس نے یہ بھی مان لیا کہ حضرت عیسیٰ جب آسمان سے نازل ہوں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی نصرت کے لیے آئیں گے۔ اپنی نبوّت کی دعوت نہ دیں گے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اجتہاد حضرت روح اللہ موافق اجتہاد امام اعظم خواہد بود نہ آنکہ تقلید ایں مذہب خواہد کرد کہ شان او ازاں بلند تر است کہ تقلید علمائے امت فرمائد (مکتوبات دفتر دوم، مکتوب ۵۵ ص۱۰۱ لکھنو)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اجتہاد امام ابوحنیفہ کے اجتہاد کے موافق ہوگا نہ یہ کہ وہ حنفی مذہب کے مقلد ہوں گے آپ کی شان اس سے بہت بلند ہے کہ آپ اس اُمت کے علماء کی تقلید کریں۔

اس عبارت سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے کہ آپ عام علماء امت کی طرح اس امت میں شامل نہیں لیکن یہ بات اپنی جگہ طے شدہ ہے کہ آپ روایۃً اور اجتہاداً شریعتِ محمدیؐ کے تابع ہی ہوں گے۔ پھر ایک دوسرے مکتوب میں حضرت مجدد الف ثانیؒ لکھتے ہیں۔

عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ نزول خواہد نمود عمل بشریعت او خواہد کرد و بعنوان امت او خواہد بود (دفتر دوم مکتوب ۶۷، ص۲۸)

اس میں تصریح ہے کہ آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آمد ثانی پر ایک جلالی شان سے تشریف لائیں گے۔ سب یہود و نصاریٰ آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ آپ کی تشریف آوری علامت قیامت میں سے ہوگی۔ سو یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی شخص اس آمد ثانی پر آپ پر ایمان نہ لائے لیومنن بہ قبل موتہ میں آپ پر صحیح ایمان لے آنے کی خبر دی گئی ہے۔ اس وقت کوئی کافر نہیں رہے گا۔ ہر کچے پکے گھر میں کلمۂ اسلام داخل ہو جائے گا۔

(۵) معصومیت لوازم رسالت میں ہے۔ جب نبوّت آپ سے مسلوب نہیں تو ظاہر ہے کہ عصمت بھی آپ سے منتفی نہ ہوگی۔

(۶) آپ کی دوبارہ تشریف آوری عقیدۂ ختم نبوّت کے ہرگز خلاف نہیں۔ سیدنا ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں:

اقول لامنافاۃ بین ان یکون نبیا ویکون متابعاً لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فی بیان احکام شریعتہ واتقان طریقتہ ولو بالوحی الیہ کما یشیر الیہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان موسیٰ حیًا لماوسعہ الا اتباعی ای مع وصف النبوۃ والرسالۃ والا مع سلبھا لا یفید زیادۃ المزیۃ فالمعنی انہ لا یحدث بعدہ نبی لانہ خاتم النبیین السابقین (مرقات جلد ۵ ص۵۶۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام بھی (زمین پر) زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے سوا چارہ نہ تھا۔ یعنی وہ نبوت اور رسالت سے موصوف ہونے کے باوجود میری اطاعت کرتے کیونکہ نبوت اور رسالت کے بغیر حضرت موسیٰ کا پکا مطیع ہونے سے حضور تاجدار ختم نبوّتؐ کے مطاع ہونے میں کسی فضیلت کا اظہار نہیں ہوتا۔ حالانکہ یہ مقام مدح ہے پس واضح ہُوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی پر ان کا نبی ہونا آیت "خاتم النبیین" اور حدیث "لا نبی بعدہٗ" کے خلاف نہیں کیونکہ ان دونوں کا صحیح مطلب جو اُمت نے سمجھا ہے یہی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

(۷) حضرت عیسے علیہ السلام اپنی اس آمد ثانی پر نبی بھی ہوں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی بھی۔ اُمتی نہ بھی کہیں تو حیرت کی بات نہیں۔ معین تسلیم کرنا اور آپ کو تابع شریعت محمدی ماننا ضروری ہوگا جو یہ کہے کہ آپ شریعت محمدی کا اتباع تو کریں۔ لیکن اُمتی نہ ہوں گے وہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔

آپ کی ذاتِ گرامی میں چونکہ یہ دونوں وصف شامل ہوں گے یعنی نبی بھی اور امتی بھی تو مناسب تھا کہ اس امت میں افضل الامۃ علی الاطلاق حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی سمجھے جائیں۔ اس لیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف امتی نہیں ساتھ نبی بھی ہوں گے اور جو افراد صرف امت ہیں ان سب کے سردار سیدنا ابوبکر صدیقؓ ہی ہیں۔

(۸) آپ کے لیے امتی ہونا یا معین الامۃ ہونا علماء اسلام کے ہاں مختلف فیہ تعبیریں ہیں کسی نے آپ کے امت ہونے کا انکار کیا اور معین الامۃ وغیرہ کی تعبیر اختیار فرمائی سو اس اختلاف کے پیشِ نظر مناسب نہ تھا کہ آپ کو علی الاطلاق افضل الامۃ کہا جائے سو اس خطاب کے لائق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی رہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت کا حشر آپ کے ساتھ ہوگا دیگر سب امتیں اپنے اپنے نبی کے ساتھ ہوں گی۔ قرآن کریم میں ہے:

فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علیٰ ھؤلاء شہیدا ۝ (پ۵ النساء ع ۶)

ترجمہ: پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہی دینے والا لائیں گے اور آپ کو ان لوگوں پر احوال بتانے والا کرکے لائیں گے اس آیت کی روشنی میں پتہ چلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حشر اپنی سابقہ امت کے ساتھ ہی ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں نہ ہوگا۔ الّا یہ کہ بعض علماء کی بات مان لی جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے دو حشر ہوں گے اور یہ قول شاذ ہے جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی آمد ثانی پر ایمان لائیں گے گو اس کے معاً بعد وہ لوگ امت محمدیؐ میں داخل ہو جائیں۔ اور آپ کی امت ختم ہو جائے لیکن ان کے ایمان لانے کی گواہی قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی دیں گے جیسا کہ قرآنِ کریم میں ہے۔

وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ ویوم القیمۃ یکون علیھم شھیدا۔ (پ۶ النساء ۲۲)

ترجمہ: اور کوئی نہ رہے گا۔ اہلِ کتاب سے مگر یہ کہ ضرور ایمان لائے گا عیسیٰ پر اس کی موت سے پہلے اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علیحدہ حشر پر ایک اور شہادت ملتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں۔

فاقول کما قال العبد الصالح و کنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم (صحیح بخاری جلد دوم ص۶۶۵ طبع ہند)

ترجمہ: سو میں کہوں گا وہی بات جو عبد صالح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) پہلے کہہ چکے ہوں گے کہ میں ان پر (عیسائیوں پر) اسی مدت تک گواہ تھا جب تک میں ان میں رہا۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ اپنی امت پر گواہی دیں گے گو وہ اسی دور تک کی ہو جب وہ ان میں رہے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر گواہی دیں گے۔ حضرت عیسیٰ کے لیے قالَ کا صیغہ ماضی اقولُ کی نسبت سے ہے۔ کہ جب حضور یہ کہیں گے اس وقت حضرت عیسیٰ اپنی بات کہہ چکے ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ اپنی آمد ثانی کے بعد کے کسی حال پر اس لیے گواہی نہ دیں گے کہ یہ دور دورِ محمدی ہے اس پر کوئی اور نبی گواہی کیسے دے سکتا ہے۔ حضرت عیسیٰ خود حضورؐ کی امّت میں شامل ہوں گے۔

ملحوظ رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسٰی علیہ السلام میں تشبیہ صرف اس میں ہے کہ حضرت عیسٰی بھی اس وقت تک کے گواہ ہوں گے جب تک وہ ان میں رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی وقت تک کے حالات براہ راست دیکھے ہوں گے جب تک آپ ان میں رہے باقی رہی اگلی بات کہ بعد کے حالات دونوں پیغمبروں کے اپنے اپنے تھے اور دونوں کی توفی اپنے اپنے طور پر ہوئی حضرت عیسٰے علیہ السلام کی توفی پہلے زندہ اٹھاکر ہوئی اور حضورؐ کی اس کے بغیر۔ سو اس میں یہاں تشبیہ نہیں ہے مشبہ مشبہ میں کسی پہلو سے تشبیہ ہو جائے تو ارادہ تشبیہ پورا ہو جاتا ہے ہر پہلو سے مشابہت ضروری نہیں۔ کما لا یخفی علی من له ادنیٰ معرفة فی العلم۔

(۹) حضرت عیسٰی علیہ السلام اور حضرت امام مہدی دو علیحدہ علیحدہ شخصیتیں ہیں، حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور حضرت مہدی اس امت میں پیدا ہوں گے۔ مگر شیعہ حضرات کا عقیدہ ہے کہ امام مہدی کی ولادت نہیں ہوگی ظہور ہوگا ولادت ان کی ہزار سال سے ہو چکی ہوئی ہے۔ اور اس وقت وہ کہیں مخفی ہیں قیامت سے پہلے ظہور کریں گے اہل سنت والجماعت کے عقیدہ میں امام مہدی عام انسان کی طرح پیدا ہوں گے کسی چھپے غار سے نہ نکلیں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم فامّکم منکم (صحیح مسلم جلد ۱ صـ۸۷)

ترجمہ: تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں اتریں گے اور تمہاری امامت وہ کرائے گا جو تم میں سے ہوگا۔

پھر دونوں کا امامت کے لیے ہمکلام ہونا بھی حدیث میں مذکور ہے۔ جب حضرت عیسٰی کہیں گے کہ یہ اس امت کا اعزاز و اکرام ہے کہ امامت اسی کی رہے۔ اس سے صریح طور پر دونوں کا علیحدہ علیحدہ شخصیت ہونا مفہوم ہوتا ہے۔

(۱۰) حضرت عیسٰی علیہ السلام پہلے اسرائیلی نبی تھے اسرائیلی شریعت میں بیت اللہ شریف کا حج نہیں کعبہ مشرفہ اسمٰعیلی تعمیر ہے اور اس کی تولیت اور تعمیر اسی سلسلہ میں رہی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسمٰعیلی ہیں اور آپ کی شریعت میں حج اسی گھر کا قصد کرنا ہے۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام اپنی اس آمد ثانی پر اس گھر کا حج اور عمرہ کریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ فج روحا کے مقام سے احرام باندھیں گے اور تلبیہ پکاریں گے۔ آپ نے فرمایا:

والذی نفسی بیدہ لیھلّن ابن مریم بفج الروحاء حاجًّا او معتمرًا او لیثنیھما (صحیح مسلم جلد ۱ صـ۴۰۸)

اس سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نازل ہونے کے بعد شریعت محمدی کا اتباع کریں گے۔ نماز میں بیت اللہ شریف کا ہی رُخ کریں گے اور اسی کے گرد طواف فرمائیں گے اور آپ حضورؐ کی تابعداری کرنے والے ایک فرد ہوں گے اس حیثیت میں آپ انہیں حضور کا امتی بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور آپ کی شریعت کا متبع اور معین بھی۔ یہ مختلف تعبیرات ہیں حقیقت اپنی جگہ ایک ہے کہ یہ دور دورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے آپ کے دور میں اس زمین پر حضرت موسٰے ؑ بھی زندہ ہوتے تو آپ کو ان کی اتباع سے چارہ نہ تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی فرماتے ہیں۔

والذی نفس محمد بیدہ لو اصبح فیکم موسٰی ثم اتبعتموہ، وترکتمونی لضللتم انتم حظی من الامم وانا حظکم من النبیین (المصنف عبدالرزاق جلد ۶ صـ۱۱۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں:۔

والذی نفسی بیدہ لو اتاکم یوسف وانا فیکم فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم (المصنف جلد ۶ صـ۱۱۴)

(۱۱) یہ روایت کہ اگر موسٰی اور عیسٰی علیہما السلام زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کے سوا چارہ نہ تھا، حدیث کی کسی کتاب میں موجود نہیں اور اس کی کوئی سند صحیح ہو یا ضعیف کہیں موجود نہیں۔ اگر یہ روایت ثابت بھی ہوتی تو معنی یہی تھا کہ یہ دونوں پیغمبر اگر اسی زمین پر زندہ ہوتے تو انہیں میری شریعت کی اتباع ہی کرنی پڑتی۔ ظاہر ہے کہ زمین پر دونوں حضرات میں سے کوئی زندہ نہیں حضرت موسٰی تو ویسے ہی وفات پا چکے ہیں رہے حضرت عیسٰے تو وہ آسمان پر زندہ ہیں نہ کہ زمین پر ـــ اور جب وہ زمین پر اتریں گے تو وہ حضور کی ہی اتباع کریں گے اور واقعی انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی

سے چارہ نہ ہوگا۔ حدیث کے الفاظ صرف اتنے ہیں۔

لو کان موسٰی حیًّا ما وسعه الا اتباعی۔ رواه احمد والبیھقی (مشکوٰة شریف صـ۳۰)

اور حضرت ملا علی قاریؒ نے بھی شرح شفا میں اس پر بحث کی ہے اور پھر شرح فقہ اکبر میں بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ شرح شفا کی طرف مراجعت کرنے سے شرح طبع ہند کا نسخہ ہی صحیح قرار پاتا ہے۔

(۱۲) حضرت عیسٰے علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری پر مسلمانوں کا فقہی مسلک ایک ہوگا یا وہ اسی طرح مختلف مسالک پر عمل کرتے رہیں گے جس طرح کہ آج چار مختلف طریقِ عمل رائج ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا کامل نمونہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جب صحابہ کے دَور میں بھی جو اس امت کے بہترین افراد تھے مختلف فقہی مسلک پر قائم رہے تو ظاہر ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی آمد ثانی پر بھی یہ مختلف پیرایہ عمل قائم رہیں گے اس لیے کہ ان میں صرف افضل و مفضول کا فرق ہے حق و باطل کا فاصلہ نہیں۔ حضور اکرمؐ کی اپنی سنن میں بہت وسعت تھی اگر آپ کی ہر ادا امت کے مختلف طبقے معمول بہ رکھیں اور آپ کی ہر سنت زندہ و قائم رہے تو اس سے آپ کی شریعت پر کوئی حرف نہیں آتا۔ صحابہ کرام بے شک معیار حق ہیں حضرت عیسٰی کی آمد ثانی پر اگر مختلف فقہی مسلک ایک ہو جائیں تو امت کا یہ نقشہ عمل پھر صحابہؓ کی ترتیب پر نہ ہوا۔ حضرت عیسٰی کے طریق پر معمول بہ ٹھہرے گا اور یہ نہیں ہوسکتا کیونکہ آپ تابع شریعت محمدیؐ ہوں گے۔ اور ظاہر ہے کہ شریعت محمدی کے اصل علمبردار صحابہ کرامؓ ہیں اس لیے انہی کا نقشہ عمل تا قیام عالم باقی رہے گا۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا پہلی نماز میں حضرت مہدیؒ کی اقتدار کرنا اس طرف مشیر ہے کہ شریعت محمدی کی تفصیلات میں آپ صحابہ کرام کے نقشہ عمل کی ہی تائید کریں گے اور فقہی مسالک میں وہی انداز عمل قائم رہے گا جو صحابہ کرام کے دور میں تھا۔ یہ اور بات ہے کہ حضرت مسیحؑ کا اپنا قیمتی مسلک کسی امام کے اجتہاد سے توارد رکھتا ہو۔

واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم

بقیہ : احادیث الرسولؐ

جس طرح بندر (شدت عذاب سے) مَیں نے پہلے جمعہ میں (آزمائش کے طور پر) ایک بات کہی، کسی نے مجھے نہ ٹوکا تو مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ مَیں کہیں ایسے ہی حکمرانوں میں سے تو نہیں (جن کے متعلق نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ وعید فرمائی ہے) دوسرے جمعہ یہی بات مَیں نے دہرائی۔ پھر کسی نے نہیں ٹوکا تو اب میرا خطرہ مزید بڑھ گیا۔ (کہ شاید مَیں ویسا ہی حکمران ہوں) پھر تیسرے جمعہ یہ واقعہ پیش آیا تو ان صاحب نے کھڑے ہو کر مجھے ٹوکا ان کا مجھے ٹوکنا گویا مجھے حیات نو بخشتا تھا اور یہ میرے لئے ایک گونہ اطمینان کی بات تھی کہ مَیں ایسے ظالم حکمرانوں میں سے نہیں۔ اس لیے میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں خوش و خرم رکھے۔"

یہ طویل روایت اور اس کا ترجمہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے بالکل واضح ہے۔

آپ کو نہ صرف حضور علیہ السلام نے حکومت کی خوشخبری سنائی بلکہ آپ کو "تقویٰ" کی تلقین بھی کی اور آپ کے "ہادی و مہدی" ہونے کی دعا بھی کی۔ عملی کردار وہ ہے جو آپ نے درج بالا حدیث میں پڑھا کہ ایک بات جو محض آزمائش کی غرض سے کی گئی اس پر جب کسی نے نہ ٹوکا تو کتنے پریشان ہوئے اور جس نے ٹوکا اسے کس طرح دعاؤں سے نوازا۔

حکمرانوں کی ہر حال میں مخالفت دین نہیں بعینہٖ جس طرح ہر حال میں ان کی موافقت دین نہیں معیار "برّو تقویٰ" ہیں۔ ان کی بنیاد پر تعاون ایک بندہ مومن کا فرض اور اس کی شان ہے اور "اثم و عدوان" کی بنیاد پر عدم تعاون ضروری اور لازمی ہے۔ ظلم کو دیکھ کر ٹس سے مس نہ ہونا بے غیرتی اور بے حمیتی تو ہے دینداری اور شرافت نہیں۔ ایسے لوگوں کے متعلق سرورِ کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ ان کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ـــــ اللہ تعالےٰ ہمیں اسوۂ نبوی کا حامل بنائے۔ آمین!

کلماتِ طیبات

حضرت امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محمد شفیع عمر الدین (میرپور خاص سندھ)

(۱) اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو ہماری طرف ہمارے عیوب ہدیہ بھیجے۔

(ف) یعنی اللہ تعالیٰ اس شخص کے حال پر رحم و کرم فرمائے جو ہمارے اقوال و احوال کی خرابی ہم سے کہتا اور ظاہر کرتا ہے اور ہم ان خرابیوں اور برائیوں سے واقف ہو کر ان سے احتراز کرتے ہیں اور اخلاق برگزیدہ اور اطوار پسندیدہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ ؎

رحمتے ایزدے بر آنکس باد
کہ مساوئ ما بما بنمود
یاز افعال زشت ما کم کرد
تا در اعمالِ خوب ما بفزود

یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت اس اس شخص پر ہو جس نے ہمارے عیوب ہمیں دکھائے یا اس نے ہمارے برے افعال ہم پر ظاہر کرکے انہیں گھٹانے کا ہمیں موقع دیا تاکہ ہم نیک اعمال کی بجا آوری میں بڑھ جائیں۔ (از فصل الخطاب)

(۲) کثرت عیال کی کوشش کرو، کیونکہ تم نہیں جانتے ہو کہ کس کے سبب سے تم کو رزق دیا جاتا ہے۔

(ف) اولاد کی کثرت ڈرنے کی چیز نہیں، اس وجہ سے کہ تم بے خبر ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر کس کی برکت سے رزق کا دروازہ اور اسبابِ نعمت و دولت کو فراخ تر کیا ہے (ایضاً)

(۳) تین چیزیں محبت کا ذریعہ ہیں
(۱) جب کسی سے ملو تو اوّل خود اُسے السلام علیکم کہو (۲) جس نام کو وہ پسند کرتا ہو۔ اسے اسی نام سے پکارو۔
(۳) مجلس میں اس کے لیے جگہ کشادہ کرو۔ (از ازالۃ الخفاء)

(۴) سوائے آخرت کے کاموں کے ہر چیز میں تاخیر بہتر ہے (ایضاً)

(۴) آپ جب کسی کو عامل (حاکم) مقرر کرتے تو ایک عہد نامہ اس سے لکھوا لیتے کہ:۔
(۱) عمدہ گھوڑے پر سوار نہ ہو۔
(۲) چھنا ہوا آٹا نہ کھائے
(۳) باریک کپڑے نہ پہنے
(۴) اور حاجت مندوں کو اپنے پاس آنے سے نہ روکے۔

اس پر مسلمانوں کو گواہ کر لیتے پھر کہتے۔ اے اللہ! تو گواہ رہ۔ (ایضاً)

(۵) اگر کوئی عامل (حاکم) ظلم کرے۔ اور مجھ کو اس کے ظلم کی خبر ہو جائے پھر میں اس کو نہ بدلوں (یعنی اس کو ہٹا کر دوسرا اچھا حاکم مقرر نہ کروں) تو گویا میں نے ہی ظلم کیا۔ (ایضاً)

(۶) اپنے زمانۂ خلافت میں فرمایا کہ اگر میں زندہ رہا تو ایک سال پھر دَورہ کروں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ لوگوں کی حاجتیں مجھ تک نہیں پہنچتی ہیں — عامل (حاکم) مجھے خبر نہیں کرتے۔ اور رعایا میرے پاس آ نہیں سکتی۔ میں یہاں سے شام جاؤں گا۔ وہاں دو مہینے قیام کروں گا۔ پھر جزیرہ (مابین دجلہ و فرات) جاؤں گا۔ وہاں دو مہینے ٹھہروں گا۔ پھر کوفہ جاؤں گا۔ وہاں دو مہینے قیام کروں گا۔ خدا تعالیٰ کی قسم یہ سال بہت ہی اچھا ہوگا۔ (ایضاً)

(ف) حکام کے لیے اس میں ایک بہت بڑا سبق ہے اس سے دورہ کا مقصد بھی ظاہر ہوتا ہے دورہ عیش و آرام اور تفریح کے لیے نہیں ہے بلکہ حاجت مندوں کے پاس خود جا کر ان کی حاجت روائی کرنی مقصود ہے (مرتب)

(۷) اگر کوئی اونٹ دریائے فرات کے کنارے پر ہلاک ہو جائے تو مجھے خوف ہے کہ خدا مجھ سے اس کے بارے میں سوال نہ کرے۔ (ایضاً)

(ف) ہر شخص راعی (نگران و ذمہ دار) ہے اور ہر شخص کو اس کی رعیت (اور ماتحتوں) کے متعلق باز پُرس کی جائے گی۔ امیر و حاکم سے بھی اس کی رعیّت کے متعلق باز پرس کی جائے گی۔ اب جو حاکم اس باز پُرس سے ڈر کر چوپایوں تک کے حقوق کا بھی خیال رکھے گا وہ بنی نوعِ انسان، جو اس کی رعایا ہیں ان کے حقوق کیسے فراموش کر سکتا ہے اور ان کی حاجت روائی سے کیسے رک سکتا ہے۔

حکام کو اس واقعہ سے سبق حاصل کرکے رعایا کی خیر خواہی کرنی چاہیئے۔ اور ان کی تکالیف کو دور کرنا چاہیئے اور ان کی حاجات کو پورا کرنا چاہیئے۔ اور ان کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ کرنا چاہیئے۔ (مرتب)

(۸) جس عورت نے اپنے دوپٹے کو غیر شوہر کے سامنے اتار ڈالا۔ اس نے اپنے اور خدا تعالیٰ کے درمیان پردہ دری کی (ایضاً)

(ف) عورت کا سارا بدن سر سے پیر تک چھپائے رکھنے کا حکم ہے۔ غیر محرم کے سامنے کھولنا درست نہیں البتہ "بوڑھی عورت" کو صرف منہ اور ہتھیلی اور ٹخنے سے نیچے پیر کھولنا درست ہے باقی بدن کا کھولنا درست نہیں۔ ماتھے پر سے اکثر دوپٹہ سرک جاتا ہے اور اسی طرح غیر محرم کے سامنے آ جاتی ہیں یہ جائز نہیں۔ غیر محرم کے سامنے "ایک بال" بھی نہ کھولنا چاہیئے بلکہ جو بال کنگھی میں ٹوٹتے ہیں اور کٹے ہوئے ناخن بھی کسی ایسی جگہ ڈالے کہ کسی غیر محرم کی نگاہ نہ پڑے۔ نہیں تو گنہگار ہوگی۔ اسی طرح اپنے بدن کو یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ کسی عضو کو نامحرم مرد کے بدن سے لگانا درست نہیں۔

اپنے "محرم" کے سامنے منہ اور سر اور سینہ اور باہیں اور پنڈلی کھل جائیں تو کچھ گناہ نہیں۔ پیٹ، پیٹھ اور ران ان کے سامنے بھی نہ کھلنا چاہیئے۔ (بہشتی زیور) (مرتب)

(۹) یہ بڑا عیب ہے کہ دوسروں کی بُرائی تمہیں نظر آئے اور اپنی بُرائی نظر نہ آئے (ایضاً)

(ف) جو شخص اپنے عیب نہیں دیکھتا اور دوسروں کے عیب اسے نظر آتے ہیں وہ اپنی اصلاح نہیں کر سکتا۔ اس لیے دوسروں کے عیب دیکھنے کے بجائے اپنے عیبوں پر نظر رکھنی چاہیئے اور ان کی اصلاح میں لگے رہنا چاہیئے۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔ ؎

ہر کسے عیب خود دیدے ز پیش
کے بُدے فارغ وے از اصلاحِ خویش
غافل اند ایں خلق از خود بے خبر
لاجرم گویند عیب ہم دگر

یعنی لوگ اپنے عیبوں سے غافل اور بے خبر ہیں ان کی طرف دھیان نہیں کرتے۔ اگر وہ پہلے اپنے عیبوں کو دیکھتے تو ان کی اصلاح سے غفلت نہ برتتے۔ افسوس لوگ اپنے عیبوں سے بے خبر ہیں۔ اس لیے وہ دوسروں کے عیب بیان کرتے پھرتے ہیں۔

بندے کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو گناہوں میں گھرا ہوا سمجھے۔ اپنے گناہوں پر نظر رکھے اور اپنی اصلاح میں لگا رہے۔ اپنے گناہ اگرچہ کم ہوں انہیں زیادہ سمجھنا چاہیئے (مرتب)

(۱۰) آپ نے اپنے عمال کو لکھا کہ میرے نزدیک تمہارا اہم کام اقامت صلوٰۃ (نماز کا پڑھنا پڑھانا) ہے جس نے نماز کی حفاظت کی اس نے اپنے دین کی حفاظت کی اور جس نے نماز کو ضائع کیا وہ نماز کے سوا دوسرے امور کے ضائع کرنے میں کب تامل کر سکتا ہے۔ (ایضاً)

(ف) نیز منقول ہے کہ ایک دن آپ نے فجر نماز باجماعت ادا فرمائی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے مقتدیوں کو دیکھا تو اس وقت اپنے اصحابؓ میں سے ایک شخص کو حاضر نہ پایا آپ نے فرمایا کہ فلاں شخص جماعت میں کیوں حاضر نہیں ہوا۔؟ حاضرین حضراتؓ نے عرض کی وہ اکثر شب بیداری کرتا ہے۔ اس لیے ممکن ہے کہ وہ اس وقت سو گیا ہو۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر وہ ساری رات سویا رہتا اور فجر کی نماز باجماعت پڑھتا تو بہتر ہوتا۔ (از مکتوب ۲۹)

(۱۱) جب بندہ تواضع اختیار کرتا ہے تو فرشتہ اس کی حکمت کو بلند کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تو بلند ہو۔ اور اللہ تعالیٰ مجھے بلند کرے گا اور جب وہ تکبر کرتا ہے اور اس کے طور طریقے حد سے بڑھ جاتے ہیں تو فرشتہ اس کو پست کرتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ تو دور و ذلیل

ہو۔ اللہ تعالےٰ اس کو ذلیل کرے۔ پس
وہ اپنے زعم میں اپنے آپ کو عزت
والا سمجھتا ہے مگر لوگوں کی نظر میں وہ
ذلیل ہوتا ہے اور سؤر سے زیادہ ذلیل
ہوتا ہے۔ (ایضاً)

(۱۲) اپنی خلافت کے زمانۂ مبارک میں
جب آپ ملک شام میں پہنچے تو اتفاق
سے اونٹ پر سوار ہونے کی باری اس
غلام کی تھی جو آپ کے ہمراہ تھا۔ حضرت
ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ امیرِ شام
آپ کے استقبال کے لیے راستہ میں آئے
انہوں نے عرض کی کہ امرائے شام کا آپ
کو اس حال میں دیکھنا مناسب نہیں کہ
وہ آپ کو پا پیادہ دیکھیں اور غلام
اونٹ پر سوار ہو آپ نے فرمایا کہ: بیشک
ہم ایک ایسی قوم ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے
ہم کو اسلام کی بدولت عزت دی ہے۔
لہٰذا ہم لوگوں کے کہنے سننے کا خیال
نہیں کرتے۔

(ف) ہمیں چاہیئے کہ اسلام کی عطا کردہ
عزت پر خوش رہیں۔ شعائر اسلام کی
پوری طرح حفاظت کریں اور زندگی کے
ہر شعبے میں اسوۂ حسنہ نبویؐ اور حضرات
صحابہ کرام رضؓ کو اپنا رہنما بنائیں۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا:
کہ تحقیق بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں
بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں
میں بٹ جائے گی۔ ان میں سے سوائے
ایک فرقہ کے سب دوزخ میں جائیں گے
حضرات صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ؟
وہ کون سی جماعت ہوگی (جو جنت میں
جائے گی) آپ نے فرمایا (مَا اَنَا عَلَیْہِ
وَاَصْحَابِیْ) جس طریقہ پر میں ہوں اور
میرے اصحابی ہیں۔ (مرتب)

(۱۳) اسلام، جماعت کے بغیر قائم
نہیں رہ سکتا۔ اور نہ جماعت حکومت
کے بغیر، اور نہ طاعت کے بغیر
حکومت رہ سکتی ہے (ایضاً)

(۱۴) حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ
کوفہ کے حاکم تھے آپ نے وہاں مکان
تعمیر کرنے کی اجازت طلب کی۔ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا کہ اتنا
مکان بنوا لو، جو تم کو سورج کی گرمی
اور بارش سے بھیگنے سے بچالے (ایضاً)

(۱۵) جب آپ کے زمانہ میں لوگ
بلند عمارتیں تعمیر کروانے لگے تو آپنے
ہدایت فرمائی کہ اے اہلِ عرب نیچے
نیچے مکان بناؤ۔

(۱۶) سعادت مند وہ حاکم ہے جس
کی وجہ سے رعیت خوش حال ہو۔ اور
خدا تعالےٰ کے نزدیک بدبخت وہ
حاکم ہے جس کی وجہ سے رعیّت
تباہ ہو۔ (ایضاً)

(۱۷) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ
کو ہدایت فرمائی کہ ناجائز مال کھانے
سے بچو تاکہ تمہارا ماتحت عملہ بھی حرام
سے بچے۔ ورنہ تم اس جانور کی مانند
ہوگے جس نے تر و تازہ زمین دیکھی
اور اس میں چرنے لگا تاکہ فربہ ہو
حالانکہ اس کی موت اس کی موٹاپے
میں ہے (ایضاً)

(۱۸) فرائض کو اختیار کرو۔ ان کو
وقتوں پر ادا کرتے رہا کرو، وہ تم کو جنت
میں پہنچا دیں گے۔ (ایضاً)

(۱۹) سنت کو مضبوط پکڑو، وہ تم کو
بدعت سے بچائے گی (ایضاً)

(۲۰) اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو
اسی میں عزت ہے۔ تفرقہ اور نافرمانی
سے بچو۔ اس میں ذلت ہے (ایضاً)

(۲۱) آج کا کام کل پر نہ چھوڑو، کیونکہ
اگر تم ایسا کروگے تو بہت سے کام اکٹھے
ہو جائیں گے اور تم نہ جان سکو گے
کہ کس کام کو اختیار کروں اور بہت
سے کام ضائع کر دوگے (ایضاً)

(۲۲) اے اللہ میں تجھ کو گواہ بناتا ہوں
شہروں کے ان احکام اور والیوں پر اس
بات کا کہ میں نے ان لوگوں کو وہاں
کی رعایا پر (حاکم و امیر بنا کر) صرف
اس غرض کے لیے بھیجا ہے کہ ان کے معاملات
میں عدل و انصاف کریں اور وہاں کے
باشندوں کو ان کے دین اور ان کے پیغمبر
(صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت کی تعلیم دیں،
اور ان کا مالِ غنیمت اور فئی ان میں
تقسیم کریں اور میرے پاس پیش کریں۔ ان
معاملات میں سے وہ معاملہ جو ان امراء
پر مشکل واقع ہو (اور اس کا کوئی عقیدہ
حل نہ کرسکیں۔)

(ترجمہ تجرید صحیح مسلم از حضرت مولانا
محمد مالک کاندھلوی حصہ اول ص ۲۶)

نماز دین کا ایک اہم ستون ہے

ہمارے ملی رہنما

مشیر الحسن

شعبہ تاریخ جامعہ ملیہ دہلی

ترجمہ

میر مشتاق احمد

ڈاکٹر مختار احمد انصاری

ڈاکٹر، سیاستدان، دردمند ملت

یوسف پور ضلع غازی پور اتر پردیش میں ایک گاؤں ہے یہ انصاریوں کا گھر کہا جاتا ہے اس لیے کہ چودھویں صدی میں وہ یہیں آکر آباد ہوئے تھے۔ صدیوں اس خاندان کے کئی حضرات نے بحیثیت عالم دین، سیاسی جج اور سرکاری افسر کے کافی شہرت حاصل کی۔ خاص طور پر طب یونانی میں نہ صرف اپنے علاقہ میں شہرت پائی بلکہ ملک کے دوسرے حصوں میں بھی مشہور ہوئے۔

ڈاکٹر مختار احمد انصاری ۱۸۸۰ء میں اس خاندان میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد عبدالرحمٰن انصاری ایک وفادار سرکاری ملازم تھے وہ ضلع بلیاس بلسارہ کے عدالتی امین تھے۔ ڈاکٹر صاحب برطانوی سرکار کے بے خوف نکتہ چین تھے ۱۹۲۰ء سے ۱۹۳۰ء تک کا دور ان کے عروج کا تھا۔ ان کے دوسرے بھائی سیاست سے الگ رہے لیکن ڈاکٹر موصوف رولٹ ایکٹ ایجی ٹیشن میں کود گئے یہ ایجی ٹیشن گاندھی جی نے چلائی تھی۔ تحریک خلافت اور تحریک عدم تعاون میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا مسٹن گورنر ... نے ڈاکٹر موصوف کے متعلق کہا تھا مسلم حلقوں میں ڈاکٹر انصاری کو بہت اہمیت حاصل تھی۔ ترکی کی جنگ میں ڈاکٹر صاحب جو بھی مشن لے کر گئے تھے۔ اور ان کو ڈاکٹر کی حیثیت سے جو رتبہ حاصل تھا اس پر مسلمان فخر کرتے تھے۔

ڈاکٹری کی ٹریننگ لندن میں انہوں نے پائی وہ چیئرنگ کراس ہسپتال میں میڈیکل آفیسر رہے۔ لوک ہسپتال میں ہاؤس سرجن کا کام کیا۔ سینٹ پیٹرز ہسپتال میں کلینک اسسٹنٹ کا کام بھی کیا وہ پہلے ہندوستانی تھے جن کو یہ اعزاز حاصل ہوا ۱۹۳۰ء میں جب کہ وہ سرگرم سیاستدان تھے انہوں نے REGENERTION OF MAN کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا جو ۱۹۳۵ء میں شائع ہوا یہ ان کی سالوں کی زندگی کی تجرباتی زندگی کا نچوڑ تھا جو ان کی قابلیت اور اہلیت کو ثابت کرتا ہے

سیاسی دنیا میں ڈاکٹر انصاری نے پہلے تو انڈین میڈیکل مشن کے لیڈر کی حیثیت سے شہرت حاصل کی۔ کامریڈ اخبار میں اس کی کامیابی کے ذکر سے بہت شہرت حاصل ہوئی ان کے اپنے ہم مذہبوں نے بیحد تعریف کی۔ ۱۹۱٦ء تک ڈاکٹر انصاری نے بحیثیت سیاستدان اور ایک قابل ڈاکٹر اور آرگنائزر ہونے کی شہرت حاصل کی تھی ستمبر ۱۹۱۷ء لکھنؤ میں صوبائی کانگرس کی میٹنگ میں خود مختار حکومت اور عدم تعاون کی تحریک پر تقریر کی اور تجویز منظور کرنے کی حمایت کی۔ ہوم رول کے صدر مسلم لیگ کی استقبالیہ کمیٹی کے صدر اور ستیہ گرہ لنجاولی کے صدر کی حیثیت سے ۱۹۱۷ء ۱۹۱۸ء اور ۱۹۱۹ء میں ان کی تقریروں کا لب لباب یہی تھا۔ درحقیقت ڈاکٹر انصاری نئی نسل کے مسلم نوجوانوں کی ترجمانی کر رہے تھے جو قومی خدمات کا درد رکھتے تھے اور جن پر گاندھی جی کی کرشمہ ساز اپیل کا اثر تھا۔ دسمبر ۱۹۱۸ء میں ڈاکٹر موصوف نے جو تقریر کی۔ سرکار نے اس کی اشاعت نہ ہونے دی۔ قوم پرور عناصر کے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے سرکار کی جارحانہ کارگزاری کی مذمت کی۔ آئینی اصلاحات کی سست رفتاری کی شکایت کی اور دسمبر ۱۹۱٦ء کی لکھنؤ کانفرنس ...

ہونے والی تجویز پر عمل کرنے کے لیے زور دیا ہندوستان کے ان سیاسی مطالبوں کے اظہار نے عام لوگوں میں اثر پیدا ہوگیا۔ اور گاندھی جی نے ڈاکٹر موصوف کو رولٹ ایکٹ ایجی ٹیشن کے ستیہ گرہ میں شریک ہونے کی دعوت دی تو ڈاکٹر انصاری نے لبیک کہا اور ایک سپاہی کی حیثیت سے گاندھی جی کے ساتھ اظہار عقیدت تو تھا ہی لیکن ان کا اپنا ضمیر بھی رولٹ ایکٹ کو اخلاقی اور سیاسی قدروں کی موت سمجھتا تھا۔ دلّی میں ڈاکٹر انصاری ستیہ گرہ کے چیف آرگنائزر تھے اس نئے تجربہ نے انہیں ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۱ء تک خلافت تحریک منظم کرنے میں مدد دی۔

ڈاکٹر انصاری کو بھی اپنے دوسرے ہم مذہبوں کی طرح ترکی خلافت اور مقدس مقامات کی حفاظت کے لیے برابر تشویش تھی۔ ان کے خیال میں خالدہ ادیب خانم کی کتاب ترکی میں مشرق اور مغرب کی کش مکش پین اسلامک تحریک کا پیش خیمہ تھا لیکن ایک اہم بات یہ تھی کہ ڈاکٹر انصاری اپنے ساتھیوں کے پان اسلامک نظریات سے متفق نہ تھے۔ خلافت کی سفارت کے ممبر تھے۔ لندن گئے۔ ممبر کی حیثیت سے خلافت کانفرنس کے صدر کی حیثیت سے انہوں نے درمیانہ راستہ اختیار کرنے کا مشورہ دیا۔ جلد بازی نہ کرنے اور مصالحت کی راہ کو ترجیح دی۔ ان کے مصالحتی رویہ نے خلافتیوں کو میانہ روی کا راستہ چلنے کی ترغیب دی۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ انکی وجہ سے ان غیر مسلم گروہوں کے شبہات دور کرنے میں مدد ملی جو خلافت تحریک میں شریک ہوگئے تھے درحقیقت وہ نوآبادیاتی نظام کے خلاف مسلمانوں میں سیاسی احساس پیدا کرنے پر زور دیتے تھے۔

تحریک خلافت کے ناکام ہونے کے بعد ڈاکٹر موصوف نے ہندوستان کی سیاست میں اہم حصہ لیا ۱۹۲۷ء میں وہ انڈین نیشنل کانگرس کے صدر چنے گئے اور دسمبر ۱۹۲۸ء کو جو تمام پارٹیوں کی کانفرنس ہوئی وہ بھی آپ کی صدارت میں ہوئی جولائی ۱۹۲۹ء میں ڈاکٹر صاحب نے نیشنلسٹ مسلم پارٹی بنائی۔ تحریک سول نافرمانی کے دور میں گاندھی جی کے بہت قریب تھے۔ ۱۹۳۴ء میں کانگریس پارلیمنٹری بورڈ کے صدر ہوگئے۔

اپنی سیاسی سرگرمیوں کے علاوہ ڈاکٹر صاحب موصوف کا جامعہ ملیہ اسلامیہ کے قائم کرنے میں بڑا ہاتھ تھا۔ اس کا قیام ۱۹۲۰ء میں ہوا۔ یہ ادارہ جدید ہندوستان کی سماجی زندگی میں اہم تاریخی مقام رکھتا ہے۔ ۱۹۲۲ء سے ۱۹۳۵ء تک ہندوستان کی سیاسی زندگی میں ڈاکٹر صاحب ایک اہم شخصیت تھے کانگریس، مسلم لیگ، خلافت کمیٹی کے اہم عہدوں پر فائز رہے گاندھی جی نے ڈاکٹر صاحب کے متعلق فرمایا تھا کہ ”وہ بھارت کے تجربہ کار سیوک ہیں“

ہندوستان ٹائمز نے ڈاکٹر صاحب کو کانگریس کا صدر منتخب کرنے پر ان الفاظ میں مبارک باد دی۔

”تاریخ کے نہایت نازک موقع پر سنجیدہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر انصاری سے زیادہ موزوں شخصیت اس عہدۂ جلیلہ کے لیے کوئی اور نہیں ہوسکتی“

ڈاکٹر صاحب موصوف کی اہمیت اس بات میں ہے کہ وہ مسلمانوں کے ملنے ہوئے رہنما تھے۔ وہ مسلمان جو دل و جان سے ہندوستانی قومیت کے حامی تھے اور ہندو مسلم اتحاد کے خواہشمند تھے۔ خلافت تحریک اور عدم تعاون تحریک کے بعد جو فرقہ وارانہ جذبات بھڑکے، ڈاکٹر انصاری کی شخصیت نے ان کا اثر قبول نہ کیا نہ وہ فرقہ وارانہ جماعتوں میں شریک ہوئے یعنی تنظیم اور تبلیغ جیسی جماعتوں کی طرف رخ نہ کیا بلکہ ڈاکٹر صاحب اپنی رائے پر استقامت سے جمے رہے ہندو مسلم جھگڑوں کو ختم اور ہندو مسلم اتحاد کو قائم کرنے کی کوشش کرتے رہے گویا ان کی زندگی کا مقصد اعلیٰ دو فرقوں میں باہمی اتحاد قائم کرنا تھا ان کو فرقہ وارانہ اتحاد کا پیغمبر کہا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف کی مستقل مزاجی نے ان کو ہر دلعزیز بنا دیا تھا۔ ان کی شخصیت جاذب تھی ان کے مزاج میں تلخی بالکل نہ تھی۔ ذاتیات سے بالا تھے۔ ان کے دوست احباب ان کی مہمان نوازی ان کے خلوص اور ان کی کانگریس کی وفاداری سے متاثر تھے۔

سر تیج بہادر سپرو ان سے ۱۹۱۴ء میں پہلی مرتبہ ملے تھے سپرو نے ان الفاظ میں ان کو خراج عقیدت پیش کیا۔

”ملک کی پبلک زندگی میں نشاندہی کوئی شخص ہو جن کے لیے میرے دل میں بے حد

طبی مشورے

حکیم آزاد شیرازی

براہ راست جواب کے خواہشمند حضرات جوابی لفافہ ضرور روانہ کریں۔

حکیم آزاد شیرازی اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور

قوتِ حافظہ کمزور ہے

میری قوتِ حافظہ نہایت کمزور ہے۔ بات بہت جلد بھول جاتی ہے براہ کرم کوئی آسان اور مجرّب نسخہ تجویز فرمائیں۔

محمد یار ٹیلر ماسٹر
منہ جھیڈو، چشتیاں

ج: قوتِ حافظہ کے لئے آسان اور مجرّب نسخہ ملاحظہ فرمائیے:۔

ایک تولہ دارچینی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر لیں یہ ٹکڑے منہ میں رکھ کر چوستے رہیں۔ مہینہ بھر کے مسلسل استعمال سے بھولی ہوئی باتیں بھی یاد آ جائیں گی۔ (انشاءاللہ)

ریحی اور خونی بواسیر

بندہ ایک سال سے بواسیر کا مریض ہے۔ پہلے خونی بواسیر تھی اب بادی ہے۔ تین مسّے بھی ہیں۔ جن سے پانی رستا رہتا ہے۔ بہت علاج کرائے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

محمد سعید، خانپور۔ ضلع ایبٹ آباد

ج:۔ آپ ابھی تک خونی بواسیر ہی کے مریض ہیں۔ اگر بقول آپ کے بادی بواسیر ہے تو اس کی علامت یہ ہے کہ آنتوں کے اندر غلیظ ریح پیدا ہو کر درد پیدا کرتی ہے۔ یہ ریح کبھی نیچے کی طرف جاتی ہے کبھی پشت کی طرف اور کبھی ہاتھ پاؤں کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔ نیز اس مرض میں پیٹ کے اندر قراقر ہونا لازمی ہے۔ بادی یا ریحی بواسیر کے لئے یہ نسخہ استعمال کریں:۔

پوست بیخ کبر ایک حصّہ، صعتر فارسی نصف حصّہ۔ دونوں کو کوٹ چھان کر سفوف بنا لیں روزانہ چھ ماشہ بوقت صبح پانی کے ساتھ کھائیں۔ جسم اور پیٹ کی مالش، گھوڑے کی سواری اور ورزش ریحی بواسیر میں نہایت مفید ہے۔

خونی بواسیر کے لئے مندرجہ ذیل گولیاں بنا لیں:۔

۱۔ گندھک آملہ سار مصفّٰی، (۲) مغز تخم نیب (۳) مغز تخم بکائن (۴) رسوت مصفّٰی (۵) چاکسو مقشّر (۶) مغز تخم ریٹھہ (۷) مرمر سفید، ہر ایک ۵ تولہ (۸) کشتہ فولاد ۱ تولہ ــــ سب دواؤں کو باریک پیس کر مُولی کے آدھ سیر پانی میں کھرل کرکے دانۂ نخود کے برابر گولیاں بنا لیں اور دو دو گولیاں صبح و شام باسی پانی کے ساتھ کھائیں۔

مسّوں کے لئے مندرجہ ذیل مرہم تیار کر لیں:۔

۱۔ مازوئے سبز چھ ماشہ،
۲۔ کچلہ ۲ ماشہ (۳) افیون ۲ ماشہ،
۴۔ نیلا تھوتھا ۱ ماشہ (۵) گائے کا مکھن آدھ چھٹانک۔ سب دواؤں کو پیس کر مکھن میں ملا کر مرہم تیار کریں اور دن میں دو مرتبہ مسّوں پر لگائیں۔ مسّے خشک ہو کر جھڑ جائیں گے۔

بقیہ ڈاکٹر مختار احمد انصاری

عزّت اور محبت ہو ان دنوں اپنے آپ کو محب وطن کہنا ایک فیشن ہوگیا تھا، ہندو مسلمانوں میں ڈاکٹر انصاری کے علاوہ مجھے کوئی بھی ایسا نہیں ملا جس کی حبّ الوطنی نے مجھے اتنا متاثر کیا ہو جتنا ڈاکٹر صاحب موصوف نے کیا وہ ایک سچے بے غرض انسان تھے۔ ایک مخلص، محبّ وطن ان کو کھو کر ہم ایک محب وطن اور ایک بڑے ڈاکٹر سے تو محروم ہوئے مگر ایک شریف النفس انسان سے بھی محروم ہو گئے ہیں۔

ابومعاویہ صاحب

کراچی سے پشاور تک اچھی کتابوں کا ذوق رکھنے والا ہر فرد اس نام سے واقف ہوگا۔ بدایوں کا یہ فرزند جو عقیدہ و عمل کے اعتبار سے ایک ٹھوس اور مثالی مسلمان تھا۔ ۲۸ر مارچ کو کراچی میں حادثہ کا بُری طرح شکار ہو کر ۲ر اپریل کو اپنے رب کے حضور حاضر ہو گیا —— آٹھ بچوں کا باپ جن میں سے پانچ بچے حافظ قرآن ہیں، اور باقی چھوٹے —— اس نے اس حال میں زندگی گذاری کہ کسی سے لڑا نہ جھگڑا۔ سراپا اخلاق، شرافت کا مرقع، اگلے وقتوں کا مسلمان، دوستوں کا دوست تو دشمنوں کا بھی دوست! صحابہ علیہم الرضوان سے بے پناہ محبت اور ان کے دشمنوں سے بے پناہ نفرت۔ اچھی کتابوں کا حریص اور انہیں ان کے اہل لوگوں تک پہنچانا گویا اس کا فرض تھا متعدد اچھی کتابیں خود چھاپیں اور متعدد اداروں اور افراد سے رابطہ کر کے ان سے اچھی کتابیں چھپوائیں۔ اس کی زندگی "دنیا میں مسافروں کی طرح رہو" کا حقیقی معنوں میں مصداق تھی جہاں جاتا اپنی محبت و خلوص کا گہرا اثر چھوڑ جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ جس نے سنا رو دیا اور غم و اندوہ میں ڈوب گیا۔

محمد نعمت اللہ قادری نام، بڑے بچے معاویہ کی نسبت سے کنیت ابومعاویہ اور اسی نام سے معروف! معاویہ کے علاوہ حذیفہ، اسامہ، مغیرہ، ابوسفیان، ابوعبیدہ، طلحہ اس کے بچوں کے نام اس کے ذوق سلیم بلکہ قلب سلیم کی ترجمانی کرتے ہیں —— پانچ بڑے بچے ملک کی معروف درسگاہ مدرسہ قاسم العلوم فقیروالی میں زیر تعلیم ہیں —— اس کے عزائم عجیب تھے وہ موت کے سامنے ہار گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت خاصہ سے نوازے، خاص الخاص بندوں میں شامل فرمائے۔ غمزدہ والدہ سمیت پورے خاندان اور وسیع حلقہ احباب کو صبر کی دولت سے نوازے ملک کے معروف نقاد و ریسرچ اسکالر ڈاکٹر محمد ایوب قادری کراچی اس کے بڑے بھائی ہیں خدا ان کو صبر و استقامت دے اور وہ مرحوم کے یتیم بچوں کے بہترین سرپرست ثابت ہوں۔ غمزدہ و پریشان حال

علو

یادِ رفتگان

محمد طیب کشمیری

حضرت مولانا مفتی عبدالحمید قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش

حضرت مولانا مفتی عبدالحمید قاسمی ۸ر مئی ۱۹۱۹ء بمقام کھلی درمن ڈاک خانہ شہر پونچھ (مقبوضہ کشمیر)، کے ایک اچھے متمول زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم

ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کی پھر دینی تعلیم مختلف مدارس عربیہ میں حاصل کی۔ فقہ، منطق، فلسفہ اور دوسرے علوم کی اکثر کتابیں مدرسہ سراج العلوم سرگودھا میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سرگودھوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔

دارالعلوم دیوبند میں داخلہ

پھر ایشیا کی سب سے بڑی دینی درسگاہ دارالعلوم دیوبند میں ۱۹۴۱ء میں داخلہ لیا۔ پہلے سال قاضی مبارک حماسہ، شرح چغمینی وغیرہ پڑھیں اور دوسرے سال یعنی ۱۹۴۲ء میں دورہ حدیث شریف، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی نوراللہ مرقدہٗ مولانا ابراہیم بلیاوی اور شیخ الادب مولانا محمد اعزاز علی صاحب رحمہم اللہ سے پڑھا۔

جمعیت کا اجلاس لاہور

اسی سال جمعیۃ علماء ہند کا اجلاس لاہور میں منعقد ہوا تو مفتی صاحب دارالعلوم دیوبند سے چار سو طلباء کی قیادت کرتے ہوئے اس اہم اور تاریخی اجلاس میں شریک ہوئے۔

تنظیم انوار الاسلام

دارالعلوم دیوبند کے دو سالہ دور میں حضرت علامہ انور شاہ کاشمیریؒ کی طرف منسوب جماعت "انوار الاسلام" کی تنظیم نو کی اور اس کے تاریخی اجتماعات کا اہتمام کیا گیا۔ جن میں حضرت مدنیؒ، علامہ شبیر احمد عثمانی اور امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی شرکت فرماتے رہے۔

مذہبی خدمات

دارالعلوم سے فراغت کے بعد حضرت مولانا مفتی صاحب نے مدرسہ عربیہ اشاعت القرآن ڈنگہ ضلع گجرات میں کچھ عرصہ تدریس اور پنجاب بھر میں تبلیغی خدمات انجام دیں۔

مراجعت

پھر ۱۹۴۵ء کو اپنے وطن مالوف کشمیر لوٹ کر شرک و بدعت اور رسومات قبیحہ کے خلاف ملک بھر میں ایک زبردست تبلیغی تحریک چلائی کوئی شہر اور اہم قصبہ باقی نہ رہا جس میں بارہا پُر اثر وعظ نہ فرمائے ہوں پونچھ شہر اس تبلیغی تحریک کا مرکز تھا۔

جمعیت کی تنظیم نو

اسی دوران حضرت مفتی صاحب نے "جمعیۃ علماء پونچھ" کے نام سے علماء پونچھ کی جو تنظیم قائم ہو چکی تھی اس کو از سرِ نو منظم کرنے اور علماء کشمیر کو ایک پلیٹ فارم پر لانے اور جمع کرنے کے لیے علماء کا ایک اہم اجلاس طلب کیا جس میں "جمعیۃ العلماء پونچھ" کے بجائے جماعت کا نام جمعیۃ العلماء جموں و کشمیر رکھا گیا۔ نیز اس اجلاس میں متفقہ طور پر حضرت مولانا عبیدالرحمٰن صاحب سابق صوبائی مفتی آزاد کشمیر کو جمعیت کا صدر اور آپ کو ناظم عمومی منتخب کیا گیا۔

تحریک پاکستان

جونہی برصغیر کے مسلمانوں نے قرارداد منظور کی، مفتی صاحب نے ریاست بھر کے دینی اجتماعات میں پر زور مطالبہ شروع کر دیا کہ مہاراجہ ہری سنگھ ریاست کشمیر کا الحاق پاکستان کے ساتھ کرے۔

تاریخی اجلاس

۱۵/ اگست سنہ ۱۹۴۷ء جس دن پاکستان قائم ہوا۔ حضرت مفتی صاحب کی سرپرستی اور قیادت میں پونچھ شہر میں ایک عظیم اور تاریخی اجلاس عیدگاہ میں منعقد ہوا۔ آج کل یہ عیدگاہ ہوائی اڈے پر تبدیل کر دی گئی ہے۔ اس عظیم اجلاس میں مسلمانان کشمیر کی نمائندگی کرتے ہوئے حضرت مفتی صاحب نے ریاست کشمیر کے الحاق پاکستان پر زور دار تقریر کی پھر ایک تاریخی جلوس حضرت مفتی صاحب کی قیادت میں عیدگاہ سے پریڈ گراؤنڈ پہنچا جہاں پہلے ہی ڈوگرہ فوج اور پولیس نے زبردست انتظامات کیے ہوئے تھے۔ شہر کی جیل کے سامنے پریڈ میدان میں حضرت مفتی صاحب نے پاکستانی پرچم لہرایا پھر ڈوگرہ سامراج اور اس کے ظلم و تشدد کے خلاف ولولہ انگیز تقریر کی۔

وارنٹ گرفتاری

ادھر ڈوگرہ حکومت حرکت میں آ گئی اور حضرت مفتی صاحب کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے حضرت مفتی صاحب جماعتی فیصلہ کے تحت بھیس بدل کر پہلے اسلام آباد کشمیر، پٹن اور پھر سری نگر کچھ ایام گزار کر پاکستان پہنچ گئے۔

آزاد حکومت کا قیام

اس موقعہ پر آزاد کشمیر حکومت قائم ہو گئی جس کے سربراہ سردار محمد ابراہیم خاں ہوتے (یاد رہے کہ سردار ابراہیم خاں بھی بھیس بدل کر سری نگر سے پاکستانی علاقہ میں پہنچے تھے)

قرارداد مقاصد

حضرت مفتی صاحب نے "قرارداد مقاصد" کے طور پر ایک استفسار یہ لکھ کر صدر آزاد کشمیر اور وزراء کے بیانات تحریری طور پر اس بات کا اقرار کیا گیا کہ آزاد کشمیر ایک جمہوری ملک ہوگا جس میں تمام قوانین کتاب و سنت کے مطابق بنائے جائیں گے اسی قسم کی ایک تحریر مفتی صاحب نے چوہدری غلام عباس صاحب سے بھی حاصل کی۔ ان سب حضرات کے بیانات جو مفتی صاحب نے حاصل کئے افادہ عام کے لیے ہدیۂ قارئین ہیں۔

تراڑکھل ۲۸/ فروری سنہ ۱۹۴۹ء جمعیت علمائے اسلام آزاد کشمیر کے شعبہ نشر و اشاعت کے ناظم مولوی عبدالحمید قاسمی کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حکومتِ آزاد کشمیر کے صدر، سردار محمد ابراہیم خاں، چودری غلام عباس صدر آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس اور دوسرے وزراء حکومت آزاد کشمیر نے مندرجہ ذیل تحریری بیانات جاری کئے ہیں۔

سردار محمد ابراہیم خاں کا بیان —— آزاد کشمیر

گورنمنٹ کا دستور اساسی اسلامی قوانین پر رکھا جائے گا اور ریاست جموں و کشمیر میں خالص اسلامی طرز کی جمہوری حکومت قائم کی جائے گی۔ میرے خیال میں شرعی نظام سے ہی دنیائے اسلام مطمئن ہو سکتی ہے اور اقلیت کے حقوق محفوظ رہ سکتے ہیں۔ ریاست جموں و کشمیر کے علماء کی نمائندہ جماعت — "جمعیت علماء اسلام" کے قیام سے مجھے خوشی اور مسرت ہوئی ہے ریاست کشمیر کی جنگ میں علماء کی قربانیاں قابل قدر ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ یہ جمعیت مسلمانانِ ریاست کے لیے مفید ثابت ہوگی۔

چوہدری غلام عباس خاں

اس معاملہ میں دو رائیں ہو ہی نہیں سکتیں آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس نے سنہ ۱۹۴۴ء میں میری صدارت میں جو ریزولیشن متفقہ طور پر منظور کیا تھا وہ اسلامی حکومت کا طالب ہے اور موجودہ زمانہ میں یہی راستہ مسلمانوں کے لیے مفید اور ان کی تمام مصیبتوں کا علاج ہے۔

میر واعظ مولانا محمد یوسف وزیر تعلیم و سید نذیر حسین وزیر خزانہ

تمام دنیا کی فلاح اور ترقی اسلامی اصول پر عمل کرنے میں مضمر ہے اور اسلامی اصول ہی ایسے عالمگیر قوانین ہیں جو خدا کی مخلوق کے لیے مساوی طور پر مفید ثابت ہو سکتے ہیں آزاد کشمیر حکومت کا دستور اساسی بھی اسلامی قانون انصاف کے مطابق بنایا جائے گا۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ اسلامی دنیا صرف اسلامی آئین کے نفاذ سے ہی مطمئن ہو سکتی ہے ہم امید کرتے ہیں کہ علماء کی یہ نمائندہ جماعت "جمعیت علماء اسلام آزاد کشمیر" ملک کی بہترین خدمات انجام دے گی۔"

جہاد کشمیر

آزاد ہند فوج کے سابق میجر جنرل راجہ محمد زمان کیانی کی قیادت میں مجاہدین کشمیر نے بے سرو سامانی کی حالت میں ڈوگرہ فوج کے خلاف جو جہاد شروع کیا۔ حضرت مفتی بھی ان مجاہدین کے ساتھ درہ پیر تولی، سیڑھیاں، تتری نوٹ، ڈنہ، درانوالی، نگالی اور پونچھ محاذ پر مصروف جہاد رہے۔ منڈی شہر پر قبضہ کے بعد انتظامی کمیٹیاں قائم کی گئیں جو مجاہدین کی امداد اور علاقہ کے امن و سلامتی کی ذمہ دار تھیں، جنگ بندی تک حضرت مفتی صاحب جہاد آزادی میں مجاہدین کے ساتھ ڈوگروں کے خلاف برسرپیکار رہے۔

ڈوگرہ مظالم

اسی دوران حضرت مفتی صاحب کی عمر رسیدہ خالہ اور اس کے بچے کو ڈوگرہ فوج نے شہید کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور مفتی صاحب کے رفقاء میں سے مولانا جلال الدین کو کوٹیڑی باغ، مولانا محمد کریم آف پلندری کو پونچھ شہر اور مولانا لعل دین بھٹی کو سرمن میں شہید کر دیا۔

محکمہ افتاء کا قیام

جنگ بندی کے بعد جمعیۃ علماء آزاد جموں و کشمیر نے ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کی کوششیں تیز کر دیں۔ اس کے نقطۂ آغاز کے طور پر محکمہ افتاء کے قیام کی ضرورت محسوس کی گئی چنانچہ حضرت مفتی صاحب، حضرت مولانا محمد یوسف خاں مہتمم و شیخ الحدیث دارالعلوم تعلیم القرآن پلندری، استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی امیر عالم خانصاحب باغ، خطیب آزاد کشمیر حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب تھوراڑوی اور ان کے دوسرے رفقاء نے "جھونجال ہل" کے مقام پر حکومت آزاد کشمیر کی پوری کیبنٹ سے جس کی صدارت سردار محمد ابراہیم خاں کر رہے تھے چار گھنٹے تک بحث کی اور افتاء کی ضرورت پر زور دیا گیا بالآخر مذاکرات کامیاب ہوئے اور محکمہ افتاء کے قیام کا فیصلہ کیا گیا جس کے نتیجہ میں جن جید علماء کو افتاء کی ذمہ داریاں سونپی گئیں ان میں حضرت مفتی صاحب کو بھی ڈسٹرکٹ مفتی کے عہدے پر تعینات کیا گیا۔

تبلیغی دورے

اس عرصہ میں مقدمات کا تصفیہ، درس و تدریس اور تبلیغ کے سلسلہ میں پورے آزاد کشمیر میں حضرت مفتی صاحب نے دورے کئے۔ شرک و بدعت اور غلط رسومات کی بیخ کنی کے لیے ایک جاندار تحریک چلائی جس کے نتیجہ میں اکثر لوگوں کے عقائد صحیح ہو گئے۔

افتاء سے استعفیٰ

کچھ عرصہ کے بعد بعض مجبوریوں کے پیش نظر حضرت مفتی صاحب نے محکمہ افتاء سے استعفیٰ دے دیا۔ ہر چند کہ حکومت نے انہیں اس عہدے پر باقی رہنے کی کوشش کی۔ مگر مفتی صاحب نے استعفیٰ واپس نہیں لیا اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی میں کپڑے کی تجارت شروع کی۔

جامع مسجد کی بنیاد

اسی دوران اپنے اسی شہر ہجیرہ میں ایک عظیم مسجد کی بنیاد ڈالی جو آج بھی قابل دید ہے۔

عباس پور شہر کی بنیاد

ضلع پونچھ کے علاقہ ٹاٹ میں ڈوگرہ حکمران کی ذاتی زمین تھی کاغذات میں اس کا نام "باندی گنگوپال پور" تھا۔ تقسیم سے قبل حضرت مفتی صاحب نے اس زمین کے مالک ڈوگرہ حکمران سے ایک سکول کے لیے دو کنال اراضی لینے کی کوشش کی مگر ڈوگرہ نے مسلمانوں کے اسکول کے لیے دو کنال اراضی دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اس لیے ۱۹/ دسمبر سنہ ۱۹۴۹ء کو حضرت مفتی صاحب نے مہاراجہ کی ان زمینوں پر ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا جس میں صدر آزاد کشمیر، وزراء اور دیگر عمائدین بھی شامل تھے۔ جلسے کی صدارت کے لیے مفتی صاحب نے چوہدری غلام عباس کا نام پیش کیا گیا اس اجلاس میں مفتی صاحب نے "باندی گنگوپال پور" نام کے کھیتوں کا نام

بچوں کا صفحہ

فضول خرچی اور بے فکری مستقبل کو تباہ کر دیتی ہے

چوہدری افضل حق کا پیغام — نونہالانِ وطن کے نام

معروف بی بی! السلام و علیکم

بیٹی! تمہارے متعلق بلقیس کا شکایتی خط آیا۔ دیکھو بی بی! زبان کا چسکہ نہ صحت چھوڑتا ہے نہ عزت نہ دولت۔ زبان انسان کو پیٹ کا بندہ بنا دیتی ہے کسی مرچ، مصالحہ دار چیز کو دیکھا بس رال ٹپک پڑی۔ چیز کسی کی ہو مگر اٹھا کر منہ میں ڈال لینے کو جی چاہتا ہے۔ چٹ پٹی چیزوں کا دلدادہ انسان بے قابو ہو جاتا ہے تنگ دست ہو تو مانگ کر یا ادھار لے کر زبان کا مزہ لے گا۔ کئی سال ہوئے جب میں انبالہ جیل میں قید تھا تو جو کمزور قیدی تھے ان کو دودھ کا دلیا بنا کر دیتے تھے۔ میں نے اچھے بھلے آدمیوں کی عقل ماری ہوئی دیکھی کہ ناحق دلیا کھانے کے لیے تقسیم کرنے والوں کی خوشامد اور منت کر کے ان سے لیتے اور جیل میں چٹخارے بھرتے پھرتے کہ واہ خوب دلیا تھا۔

زبان کی لذت کی ماری اچھے گھرانوں کی بعض عورتوں دیکھا ہے کہ گلی سے کوئی آلو چنے مزے دار کی ہانک لگا کر خوانچہ بردار گذرنے لگا تو یہ بیبیاں جیب ٹٹولتی بھاگیں کہ بھیّا دو پیسے کے دے جاؤ، پھر کسی نے ملائی برف کی آواز دی تو یہ لپکیں۔ ملائی برف اڑائی اور پھر امرود والا پہنچا اس نے جو مرچ مسالہ ڈال کر دونا اچھالا تو چسکے کی ماری عورتیں بے تاب ہو ہو گئیں۔

یہ کون لوگ ہوتے ہیں، وہی جنہوں نے بچپن سے اپنی طبیعت پر قابو نہ پایا ہو۔ جن بچوں کے دانتوں کی چکی ہر وقت چلتی رہے ان کا معدہ ضرور خراب ہو جائے گا جن کا معدہ خراب ہوا پھر بیماریاں سہیلیاں بن جاتی ہیں کوئی گھڑی پیچھا نہیں چھوڑتیں۔ علاوہ ازیں گاڑھے پسینے کی کمائی فضول چسکوں میں اڑ جاتی ہے جس کو یہ عادت پڑ جائے وہ ساتھیوں میں ذلیل ہو جاتا ہے۔ ہر وقت کھانے والا کم عقل ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جسم کی ساری قوتیں تو کھانا ہضم کرنے میں لگی رہتی ہیں۔ سوچ بچار عقل فہم کا موقعہ ہی نہیں رہتا۔

تم تو اچھی بچی ہو تمہاری کوئی شکایت نہ آنی چاہیے البتہ ضیاء الحق شریر بڑا ہے۔ جب دیکھو کوئی نہ کوئی کام بگاڑتا ہے، کوّے کی طرح گھات میں لگا رہتا ہے کہ آنکھ بچے اور یہ کوئی شرارت کر پائے۔ دیکھو— (ضیاء الحق)! شرارتیں نہ کیا کرو ورنہ ۲ کانوں میں سر ہو جائے گا، کان کھینچ کھینچ کر ہاتھی کے کانوں کی طرح بڑے بڑے کر دیے جائیں گے۔ تمہیں دیکھ کر پھر سب کہیں گے ہاتھی آیا۔ دیکھو، بھیّا! کان بڑے تو ہو سکتے ہیں چھوٹے ہم سے نہ ہو سکیں گے، تم لاکھ منّتیں کرنا کہ میرے کان چھوٹے کر دو مگر یہ بڑے ہی رہیں گے۔

دیکھو بیٹا! جو بچے بچپن میں خوب پڑھتے، علم و ہنر حاصل کرتے ہیں وہ بڑے ہو کر عزت اور آرام پاتے ہیں، جو بچپن میں بے پرواہی کریں وہ عمر بھر اپنے نصیبے کو روتے ہیں۔ کبھی ماں باپ کو گالیاں دیتے ہیں، کبھی ماتھا کوٹتے ہیں۔ بچپن کی بے فکری کا زمانہ لوٹ کر نہیں آتا جو اس زمانے میں لکھا پڑھا جاتا ہے وہ عمر بھر نہیں بھولتا، جوان بوڑھے ہو کر کوئی بہت اچھی قسمت والا ہی علم حاصل کرتا ہے ورنہ بوڑھا طوطا سر کھپانے پر بھی میاں مٹھو ہی رہتا ہے۔

مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ آپ لوگوں کا خط بھی پندرہ روز کے بعد ہی آتا ہے۔ کم از کم ہفتہ میں ایک دفعہ خط آئے تو بہتر ہے۔

سب بچوں کو پیار۔

بادۂ شیراز در جامِ اردو

غزلِ نعتیہ

آں سیہ چردہ کہ شیرینیِ عالم با اوست
چشم میگوں، لب خنداں، دل خرّم با اوست

گرچہ شیریں دہناں پادشہانند، ولی
آں سلیمان زمانست کہ خاتم با اوست

روئ خوابست و کمال ہنر و دامن پاک
لاجرم ہمتِ پاکانِ دو عالم با اوست

خالِ مشکیں کہ برآں عارضِ گندم گونست
سِرّ آں دانہ کہ شد رہزنِ آدم با اوست

دلبرم عزم سفر کرد خدا را یاراں
چہ کنم با دلِ مجروح کہ مرہم با اوست

با کہ ایں نکتہ تواں گفت کہ آں سنگیں دل
کشت ما را و دمِ عیسیٰ مرہم با اوست

حافظؔ از معتقدانست گرامی دارش
زانکہ بخشائشِ بس روحِ مکرم با اوست

— خواجہ حافظؔ

کالی کملی کی ملاحت، رنگِ محفل آپؐ ہیں
مست آنکھیں مسکراتے ہونٹ، خوشدل آپؐ ہیں

سب نبی برحق ہیں لیکن آپؐ ختم الانبیاء
آپؐ ہی تو ہیں سلیمانی کے قابل آپؐ ہیں

پاک دامن، خوبرو اور صاحبِ علم و ہنر
قدسیانِ عالم امکان کا دل آپؐ ہیں

داستانِ دانۂ گندم کے رازوں کے امیں
آپؐ ہی ہیں عارضِ آدم کے ہاں تِل آپؐ ہیں

آپؐ ہی تو ہیں دلِ مجروح کا مرہم حضور
مَیں مسافر، میرے رہبرؐ، میری منزل آپؐ ہیں

آپؐ ہی کا کشتۂ الفت ہوں، یہ کس سے کہوں
آپؐ ہی میرے مسیحا ہیں، مزمّل آپؐ ہیں

مصطفیٰ صلّ علیٰ کا عاشقِ صادق ہوں مَیں
حافظِ قرآں ہوں مَیں میری حمائل آپؐ ہیں

— آزاد شیرازی